﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

# الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16 — جمعۃ المبارک 22/مئی 2009ء — 26/جمادی الاوّل 1430 ہجری قمری ❁ 22/ہجرت 1388 ہجری شمسی — شمارہ 21

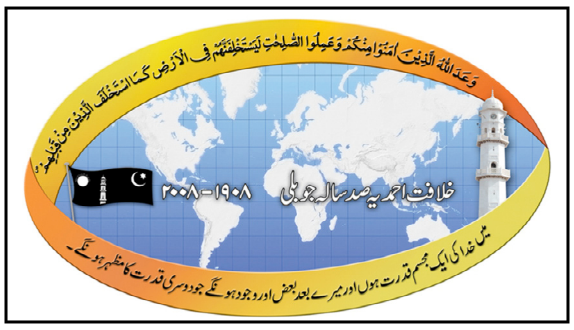


## فتوحات کے تقاضے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ”خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں بہت سی نعمتیں اور فتوحات دے گا۔ تم میں سے جس کو یہ سب نصیب ہو وہ خدا کا تقویٰ اختیار کرے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے“۔

(جامع ترمذی کتاب الفتن باب النہی عن سب الریاح حدیث نمبر:2183)

## ارشادات عالیہ

### سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔

### تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

”خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اِس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔

یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ:22)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (سورۃ النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اِس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتّر بتّر ہو گئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے“۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303-306)

# خلافت ایک نعمت عظمیٰ

(رانا مشہود احمد مبلغ سلسلہ یوکے)

خلافت کا وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں سے کیا ہے۔ وہ اعمال صالحہ بجالانے والے مومنین سے ہے۔ جس کا ذکر سورۃ النور کی آیت نمبر 56 میں ہے۔

پھر محسنِ انسانیت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی آخری زمانے میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کی بشارت دی ہے۔ خلافت سے وابستگی سے قوم میں اتحاد قائم رہتا ہے اور اس سے الگ ہو کر امت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:104) کہ اللہ کی رسی کو تم سب کے سب مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

اللہ تعالیٰ نے جو رحیم و کریم ہے ہم پر رحم کرتے ہوئے یہ حبل اللہ خلافت کی شکل میں ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اب جو اسے مضبوطی سے پکڑے گا اس سے اخلاص کا تعلق قائم کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔

ہمیں چاہئے کہ دونوں ہاتھوں سے اس حبل اللہ کو تھام لیں۔ دونوں ہاتھوں سے رسی پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اعتقادی رنگ میں بھی خلافت کی اطاعت لازم ہے اور عملی رنگ میں بھی اس کی اطاعت کرنی چاہئے۔

دوسری بات یہ بھی لازم ہے کہ اس اطاعت میں جماعت کا ہر فرد شامل ہو۔ جیسے رسہ کشی کا جب مقابلہ ہوتا ہے تو سب کھلاڑی مل کر زور لگاتے ہیں۔ اگر ایک کھلاڑی بھی سستی کرے اور خیال کرے کہ میرے نہ شامل ہونے سے کیا فرق پڑے گا تو ٹیم ہار بھی سکتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء مندرجہ الفضل 31 جنوری 1936ء صفحہ 9)

اسی طرح فرمایا:

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑے ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش رہنا میرے ماتحت ہو۔''

(الفضل ستمبر 1937ء صفحہ 8)

نیز فرمایا:

''تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی۔ تمہارے لیے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی۔''

اسی طرح فرمایا:۔

''اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔'' (درس القرآن صفحہ 2 مطبوعہ نومبر 1921ء از حضرت المصلح موعودؓ)

حضرت مصلح موعودؓ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

''پس اے مومنوں کی جماعت! اور اے عمل صالح کرنے والو! میں تم سے کہتا ہوں کہ خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو۔ جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا رہے گا۔ لیکن اگر تمہاری اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہوگئی تو پھر یہ امر اس کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ چاہے تو اس انعام کو جاری رکھے اور چاہے تو بند کر دے۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں۔ خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اور خدا تعالیٰ کے الہامات کو تحقیر کی نگاہ سے مت دیکھو بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود ؑ نے فرمایا ہے کہ تم دعاؤں میں لگے رہو تا قدرت ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ تم ان ناکاموں اور نامرادوں اور بے عملوں کی طرح مت بنو جنہوں نے خلافت کو رد کر دیا بلکہ تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرت ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تا کہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ مایوس ہو جائے۔'' (خلافت راشدہ)

اسی طرح فرمایا: ''اے دوستو! میری آخری یہ نصیحت ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔'' (الفضل 20 مئی 1959ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''جب تک اللہ تعالیٰ کی منشاء اپنے سلسلہ میں خلافت راشدہ کو قائم رکھنے کی رہے اس وقت تک برکتیں خلافت سے وابستہ ہوتی ہیں اور ہر وہ شخص جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتا وہ ان برکتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ میرا یہ تجربہ ہے ذاتی کہ بعض لوگ جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتے ان کے حق میں میری دعائیں قبول نہیں بلکہ رد کر دی جاتی ہیں۔ حالانکہ میں نے اپنے لیے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ اگر کسی شخص کے متعلق مجھے یقین بھی ہو جائے کہ وہ خلافت کی اہمیت نہیں سمجھتا اور اس کے دل میں خلافت کے نظام سے وہ محبت اور پیار نہیں جو ایک احمدی کے دل میں ہونی چاہئے تب بھی میں اس کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں اور دعا کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا۔ اس کے لیے دعا کرنا میرا کام ہے، میں اپنا کام کر دیتا ہوں۔ دعا قبول کرنا میرے ربّ کا کام ہے اور میں نے اکثر یہ دیکھا ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس سے برعکس بہت سے ایسے احمدی بھی ہیں جو اگرچہ اعتقاداً پختہ ہوتے ہیں اور نظام جماعت سے ان کا بڑا گہرا اور سچا تعلق ہوتا ہے اور خلافت سے وہ حقیقی تعلق رکھتے ہیں لیکن عملاً بہت سی ذاتی کمزوریاں ان میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن جب اس گروہ کے متعلق یا ان میں سے کسی فرد کے متعلق دعا کی جائے تو اللہ بسا اوقات محض اپنے فضل سے اس دعا کو بڑی جلدی قبول کر لیتا ہے۔ یہ ایک ذاتی مشاہدہ ہے۔

اس مختصر سے وقت میں یعنی جب سے میں مسند خلافت پر بٹھایا گیا ہوں جو میں نے ذاتی مشاہدے کئے اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو نازل ہوتے دیکھا اور بعض دعاؤں کو رد ہوتے پایا، یہ میرا مشاہدہ ہے جو میں نے اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے..........'' (روزنامہ الفضل 23 دسمبر 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک موقع پر فرمایا:

''بے شمار لوگ مجھے دعا کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ میری ذات کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا ہے اس لئے اگر کسی احمدی کو منصب خلافت سے پیار نہیں یا اس مقام سے سچا عشق نہیں تو خلیفہ وقت کی دعا بھی اس کے حق میں قبول نہیں ہوگی اس لئے زبانی اور عملی طور پر بھی اطاعت خلافت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کی دعائیں سنے گا جو خلافت سے سچی وفاداری رکھتا ہے۔'' (الفضل 6 فروری 2001ء)

پس یاد رکھنا چاہئے کہ اس نعمت عظمیٰ کی ناشکری کا خمیازہ آج تک امت مسلمہ بھگت رہی ہے۔ وہ زمانہ تھا جب خلافت کی برکت سے اتحاد تھا اور ایک رعب تھا جس سے قیصر و کسریٰ جیسی عظیم طاقتیں بھی کانپتی تھیں۔ مگر جب اس نعمت سے محرومی ہوئی تو مسلمان تفرقہ بازی میں پڑ گئے۔ الٰہی فضلوں سے محروم ہوگئے کیونکہ خلافت سے امن اور اتحاد وابستہ ہے۔ اب ذرا غور کریں کہ مسلمانوں سے جب سے خلافت کی نعمت چھن گئی ہے اس وقت سے آج تک مسلمانوں کو امن نصیب نہیں ہوا۔ یا آپس میں لڑ رہے ہیں یا غیروں سے ماریں کھا رہے ہیں۔

لیکن آج اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایک اور موقع دیا ہے کہ اگر امن چاہتے ہیں، اگر اتحاد چاہتے ہو اور اللہ کے پیارے بندوں میں شامل ہو کر اس کے فضلوں کو سمیٹنا چاہتے ہو تو اس خلافت علیٰ منہاج النبوت کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ۔ جو الٰہی منشاء اور آنحضور ﷺ کی پیشگوئی اور بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعود ؑ کی وفات کے بعد قائم ہوئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔'' آمین۔

## برکاتِ خلافت

ہمارے سروں پر خلافت کا سایہ
فلک سے ہے اترا یہ برکت کا سایہ
خلافت ہے نورِ الٰہی کا مظہر
خلافت ہے بر حق رسالت کا سایہ
منور ہوئے پھر سے اکنافِ عالم
عدم کو روانہ ہے ظلمت کا سایہ
تو کھلنے لگے ریگزاروں میں پھول
پڑا جب بھی نفرت پہ الفت کا سایہ
کڑی دھوپ میں بھی جو رہتے ہیں قائم
حسیں تر بناتا ہے سب خواب میرے
مرے دل پہ اِک خوبصورت کا سایہ
ہے جس کے مقابل دھنک بے حقیقت
ہے صد رنگ ایسا حقیقت کا سایہ
کسی کے تغافل کا غم کیوں ہو یوسف
میسّر ہے جب تک یہ شفقت کا سایہ

(راجہ محمد یوسف خان۔ جرمنی)

# مَصالِحُ العَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر43

## مکرم ابراہیم علی القزق (ابوعلی)

آپ 1919ء میں حیفا میں مکرم شیخ علی صالح قزق صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ تجارت کرتے تھے۔1948ء میں آپ نے کبابیر میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی اور جماعت میں سیکرٹری تحریک جدید ووقف جدید کے عہدہ پر مسلسل 30 سال تک کام کیا۔اسی طرح سیکرٹری وصیت کے طور پر بھی مکمل اخلاص کے ساتھ خدمات بجالائے۔ آپ مدرسہ احمدیہ میں بطور استاد بھی کئی سال تک کام کرتے رہے۔

آپ نے حج کیا اوراس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے لندن آنا چاہتے تھے لیکن دماغ کی کسی شریان میں بندش کے سبب ڈاکٹرز نے کہا کہ اب یہ چند منٹوں کے مہمان ہیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان کے لئے دعا کے خط کے جواب میں فرمایا کہ نہ صرف یہ صحت یاب ہو جائیں گے بلکہ جماعت کی صد سالہ جوبلی بھی دیکھیں گے۔اور ایسا ہی ہوا چنانچہ آپ اس حادثہ کے بعد 14 سال تک زندہ رہے اور 26رمئی 2000ء میں وفات پائی۔

## احمد آفندی حلمی صاحب

مکرم مصطفی ثابت صاحب آپ کے بارہ میں لکھتے ہیں:

احمد حلمی صاحب کی ولادت 1908ء میں ہوئی، وہ میرے پھوپھی زاد تھے۔میں ان کے بارہ میں سنتا تھا کہ وہ اپنی ماں کے بہت لاڈلے ہیں شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والد اور بڑے بھائی یکے بعد دیگرے وفات پا گئے تھے۔اور وہ اپنی ماں کا واحد سہارا رہ گئے تھے۔لہذا وہ ان کی ہر فرمائش پوری کرتی تھیں۔یوں یہ نہایت ناز ونعم میں پل کر جوان ہوئے۔جوانی میں آپ اپنے ایک دوست کے گھر گئے جن کا نام محمود ذہنی صاحب تھا۔وہاں انہوں نے میز پر اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ پڑا ہوا دیکھا۔آپ نے وہ کتاب اٹھا کر ورق گردانی کرنی شروع کر دی۔پہلی نظر میں ہی یہ کتاب آپ کے دل میں اتر گئی لہذا آپ نے اپنے دوست سے یہ کتاب عاریۃً مانگ لی۔اوراس وقت تک کتاب کو رکھ نہ سکے جب تک کہ اس کو پہلے صفحہ سے لیکر آخر تک مکمل پڑھ نہ لیا۔اوراس کتاب کے پڑھنے کے ساتھ ہی آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی بیعت کا فیصلہ کرلیا۔

احمد آفندی حلمی صاحب جو جماعت احمدیہ مصر کے ابتدائی مخلص ارکان میں سے تھے اور احمدیت میں داخل ہونے کے بعد خلیفہ وقت کی زیارت کے لئے 5راگست 1939ء کو قاہرہ سے قادیان تشریف لائے۔ یوں قادیان تشریف لانے والے آپ دوسرے مصری احمدی بن گئے۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور دوسرے بزرگان سلسلہ سے ملاقات کرنے اور مرکز احمدیت کے فیوض سے متمتع ہونے کے بعد 26راگست 1939ء کو عازم مصر ہو گئے۔

احمد حلمی صاحب کا یہ سفران کے اندر ایک تغیر عظیم پیدا کرنے کا موجب ہوا اوروہ جماعتی کاموں میں پہلے سے بھی زیادہ دلچسپی لینے لگے۔ان کی والدہ ایک اعلیٰ پایہ کی تعلیم یافتہ خاتون تھیں اور ہمیشہ احمدی مبلغوں کے ساتھ بحث ومباحثہ کرتی رہتی تھیں۔مگر اب صرف ان کے اندر غیر معمولی تبدیلی دیکھ کر کسی بحث ومباحثہ کے بغیر از خود داخل احمدیت ہوگئیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 8)

ان کی والدہ کی بیعت کا واقعہ مکرم مصطفی ثابت صاحب یوں بیان کرتے ہیں:

جب آپ قادیان سے واپس مصر آ رہے تھے تو عدن کی بندرگاہ سے آپ نے اپنی والدہ کو بحری جہاز کے نام اور اس کے مصر پہنچنے کے وقت سے بذریعہ تار آگاہ کر دیا،ایک دو دن بعد ریڈیو پر یہ خبر نشر ہوئی کہ جرمنی کی بحری افواج نے اس بحری جہاز کو غرق کر دیا ہے جس کے بارہ میں مکرم احمد حلمی صاحب نے تار دیا تھا کہ وہ اس میں مصر آرہے ہیں۔ یہ خبر آپ کی والدہ کے اعصاب پر بجلی بن کر گری،اور گہرے صدمہ کا باعث بنی۔وہ فوراً سجدہ میں گر گئیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعا کرنے لگیں کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔تو جانتا ہے کہ میرے پاس میرے بیٹے احمد کے سوا کوئی اولاد نہیں ہے۔اور وہ ایک ایسے شخص کو ملنے گیا تھا جو کہتا ہے کہ میں امام مہدی کا خلیفہ ہوں۔میں نہیں جانتی کہ وہ حقیقت میں امام مہدی ہے بھی یا نہیں،لیکن تُو حق اور سچ کو اچھی طرح جانتا ہے۔پس اگر وہ سچے امام مہدی ہیں تو میرے بچے کو مجھ تک بخیر وعافیت پہنچادے۔وہ کہتی ہیں کہ وہ کئی دن تک مسلسل یہ دعا کرتی رہیں یہاں تک کہ ایک دن ان کا بیٹا واپس آ گیا۔اورانہوں نے آ کر بتایا کہ جس جہاز پر آنے کے بارہ میں انہوں نے تار میں بتایا تھا اس پر سوار نہیں ہو سکے جس کی وجہ سے انہیں کئی دن تک عدن رک کر اگلے جہاز کا انتظار کرنا پڑا۔اور انہیں اس بات کا علم نہ تھا کہ پہلے والا جہاز تباہ ہو چکا ہے۔

مکرم مصطفی ثابت صاحب کہتے ہیں کہ یہ واقعہ میں نے اپنی پھوپھی سے خود سنا ہے۔اس واقعہ کا میری پھوپھی کے دل پر گہرا اثر ہوا اور ان کے قبول احمدیت کا سبب بنا۔

احمد حلمی صاحب نے رسالہ البشریٰ میں متعدد مضامین تحریر فرمائے نیز حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ اور مرزا مبارک احمد صاحب کے قیام مصر کے دوران بھی آپ استقبال وضیافت میں پیش پیش تھے۔

## شیخ سلیم محمد الربانی

آپ 1904ء میں پیدا ہوئے اور 1927ء میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

آپ حیفا کے جنوب میں واقع ''طیرہ'' نامی ایک گاؤں کے باشندہ تھے جو کہ اس عرصہ میں ایام جاہلیت کا نمونہ تھا۔اورتمام فلسطین میں بلحاظ چوری ڈکیتی اور آپس میں لڑائیوں جھگڑوں کے لئے بدنام تھا۔احمدیت قبول کرنے کے بعد جب بستی کے لوگوں نے آپ کی سخت مخالفت کی تو انہوں نے نہایت صبرو استقلال سے ان کی مخالفت کا مقابلہ کیا۔اور دیوانہ وار تبلیغ میں مصروف رہے۔اعلانیہ طور پر مساجد میں جا جا کر علیحدہ نمازیں پڑھتے رہے۔کوئی اعتراض کرتا تو نہایت نرمی سے کہتے کہ مسیح موعود دوسرے لوگوں کی اقتداء کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ وہ اس لئے آئے ہیں تا دنیا کے لوگ ان کی اقتدا کریں۔انکے وہاں کئی مباحثے ہوئے ایک مباحثہ میں تقریبا تین سو کی حاضری تھی اور بالمقابل ازہر کا تعلیم یافتہ شیخ تھا۔دوران مناظرہ ایک شخص نے آپ کی گردن پر چپت لگائی۔ان کے رشتہ داروں نے فوراً اس مارنے والے سے بدلہ لینا چاہا لیکن آپ نے روک دیا۔اور کہا کہ میں چاہوں تو اس سے خود بدلہ لے سکتا ہوں۔مگر اس وقت صرف یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔آپ جماعت میں بطور سیکرٹری تعلیم وتربیت بھی کام کرتے رہے۔

(ماخوذ از رپورٹ مجلس مشاورت 1929ء صفحہ 179 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداول صفحہ238-239)

شیخ سلیم الربانی صاحب نے مچھلیوں کا شکار سیکھنا شروع کیا۔اس دوران انہوں نے وہاں کے مچھیروں کو بھی تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ابھی ان کو اس کام میں ایک ماہ ہی ہوا تھا کہ ایک روز چند شکاریوں نے جنہیں وہ تبلیغ کیا کرتے تھے ان سے کہا: اگر تم واقعی حق پر ہو تو فلاں شکاری سے مقابلہ کے لئے نکلو پھر جس کے جال میں پہلے مچھلی آئے گی وہ حق پر ہوگا۔وہ شکاری دس جالوں سے شکار کرتا تھا اور نہایت ماہر مچھیرا مانا جاتا تھا۔شیخ صاحب نے کہا کہ میں اس مقابلہ کو اس شرط کے ساتھ قبول کرتا ہوں کہ پہلے سمندر کے کنارے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ حق ظاہر کردے پھر جال پھینکیں گے۔انہوں نے یہ شرط مان لی۔کیونکہ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ یہ تو ابھی سیکھتا ہے کیا مقابلہ کر سکے گا۔چنانچہ دو رکعت نماز کے بعد دونوں نے متعدد بار جال پھینکے آخر پہلے مچھلی شیخ سلیم صاحب کے جال میں آئی۔

انہوں نے فوراً خدا تعالیٰ کے آگے سجدہ شکر ادا کیا۔اس موقعہ پر دو مچھیروں نے تصدیق کی اور جماعت میں شامل ہو گئے اور یہ بات پورے گاؤں میں مشہور ہوگئی۔

(ماخوذ از الفضل 26رمارچ 1929ء صفحہ2 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداوّل صفحہ251)

## مکرم الحاج عبدالقادر عودہ (ابوصالح)

آپ نہایت صالح، سادہ او رنیک مخلص احمدی تھے۔آپ نے اپنے بھائی الحاج شیخ محمد عودہ کے ساتھ مل کر مسجد سیدنا محمود کی تعمیر کے لئے زمین دی جہاں دیار عربیہ میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔

آپ نے 111 سال عمر پائی جو کہ نیکی،عبادت ،اوراعمال صالحہ میں گزری۔آپ نے حضرت خلیفہ ثالثؒ کی خدمت میں لکھا کہ آپ مجھے اپنے ہاتھ سے لکھ کر دے دیں کہ میں احمدی ہوں تا کہ خدا کے حضور حاضری پر میں یہ شہادت پیش کر سکوں۔آپ اس طرح کی سادہ اور پاکیزہ فطرت کے مالک تھے۔نمازوں کی اسقدر پابندی کرتے تھے کہ آخری عمر میں جب چل کے مسجد آنا مشکل ہو گیا تو آپ اپنے گدھے پر سوار ہو کر نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آتے رہے۔آپ الحاج عبدالقادر عودہ اور الحاج احمد عبدالقادر عودہ کے والد تھے۔

## الحاج صالح عبدالقادر عودہ

آپ الحاج عبد القادر عودہ کے بیٹے تھے۔

آپ 1878ء میں کبابیر میں پیدا ہوئے۔آپ کا شمار فلسطین کے شاذلی فرقہ کے بڑے صوفیوں میں ہوتا تھا۔آپ کی خاندان قزق سے کافی تعلق داری اور اچھے روابط تھے۔جب مولانا جلال الدین شمس صاحب کے ذریعہ خاندان قزق کے کئی افراد احمدیت کی آغوش میں آگئے تو مولانا شمس صاحب نے خاندان عودہ کو بھی امام مہدی کی آمد کی خوشخبری دی۔اسکے بعد مولانا شمس صاحب قاہرہ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو خاندان عودہ کے کئی افراد کو بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہونے کے لئے منتظر پایا۔

یہاں یہ بات ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جب بیعت کرنے لگے تو پتہ چلا کہ آپ کے بڑے بیٹے (عبد القادر) ایک سال قبل ہی حیفا میں اپنے بعض شامی دوستوں کے ساتھ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو چکے تھے لیکن یہ بات انہوں نے اپنے والد اور دیگر بھائیوں سے پوشیدہ رکھی تھی۔

الحاج صالح اور آپ کے خاندان اور رشتہ داروں کی بیعت سے احمدیت کے شجر کی اس علاقے میں جڑیں مضبوط ہوگئیں۔اور کبابیر دیار عربیہ میں ایک بڑے مرکز کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آ گیا۔ اس خاندان کو احمدیت سے ہٹانے کی بھرپور کوششیں کی گئیں لیکن سب کا انجام ناکامی ہوا۔

آپ کو کبابیر جماعت کے پہلے صدر ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔آپ اس عہدے پر اپنی وفات تک فائز رہے۔آپ نے 3رفروری 1950ء میں اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ان کے فرزند محمد الحاج صالح کو حسب ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم

ربوه

۲۲ شباط سنه ۱۹۵۰م

عزيزى السيد محمد الحاج صالح سلمكم الله تعالىٰ

السلام عليكم ورحمته الله وبركاته

وبعه فقد تلقينا بمنتهى الأسف الخبر الفاجع بوفاة والدكم الحاج صالح العودة رحمه الله فإنا لله وإنا إليه راجعون۔

كل ابن انثى وإن طالت سلامته
يوما على آلة حدباء محمول

إن والدكم المرحوم كما علمت كان اول شخص دخل فى الجماعه الاحمديه من الكبابير وكان مثالا للجد والنشاط والإخلاص فى سبيل نشر الدعوة الحقة بين أبناء وطنه فجزاه الله منا خير الجزاء على ما أبدى من الإخلاص والمحبة وأدعو الله أن يتغمده برحمته الواسعة وأسكنه فسيح جنانه ويجزل له الأجر والثواب فى دار النعيم ويلهمكم وإخوانكم وبقية أقربائكم على فقده الصبر الجميل ووفقكم أن تكونوا خير خلف لخير سلف ----
وبلغوا سلامى إلى جميع الإخوان فى الكبابير ووصيتى بأن يكونوا قدوة حسنة ومثالا أسمى للذين يأتون بعدهم والسلام عليكم۔

مرزا محمود احمد

(الخليفه الثانى المسيح الموعود عليه السلام)

(رسالة البشرى ستمبر1950 صفحه178-179)

ترجمہ:

بسم الله الرحمن الرحيم

ربوہ

27/ماہ فروری1950ء

عزیزم محمد الحاج صالح صاحب۔ سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد الحاج صالح العودی صاحب کی وفات کی ناگہانی خبرسن کر ازحد افسوس ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

كل ابن انثى وإن طالت سلامته
يوما على آلة حدباء محمول

ہرشخص خواہ وہ کتنی ہی لمبی عمر پالے۔ ایک روز موت کا شکار ہونے والا ہے

آپ کے والد مرحوم جیسا کہ مجھے پتہ چلا ہے کبابیر کے پہلے شخص ہیں جو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ وہ اپنے اہل وطن احباب میں دعوت حقہ کی اشاعت وتبلیغ کا فریضہ بڑی کوشش، بشاشت اور اخلاص سے بجالانے میں ایک نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اخلاص ومحبت کی بہترین جزادے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی بے پایاں رحمت سے ڈھانپ لے۔ انہیں اپنی وسیع جنتوں میں جگہ دے اور دارالنعیم میں ان کا اجر وثواب فراواں کرے۔ اور آپ کے اور آپ کے بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کے دل پر اپنی طرف سے صبر جمیل نازل فرمائے اور آپ کو اپنے نیک پیش رو کے نیک جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے ۔

...... کبابیر کے تمام بھائیوں کو میرا اسلام پہنچا دیں اور میری یہ وصیت بھی کہ وہ اپنے سے بعد میں آنے والوں کے لئے نیک نمونہ اور اعلیٰ مثال بنیں۔

والسلام علیکم

میرزا محمود احمد

(خلیفہ ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

یہاں ایک وضاحت کرتے جاتے ہیں کہ آپ کبابیر کے مبائعین میں دوسرے نمبر پر تھے۔ آپ سے قبل آپ کے فرزند اکبر السید عبدالقادر صالح العودہ احمدی ہوئے یوں آپ کے بیٹے کو اول المبائعین ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

## مکرم شیخ احمد الفرقانی العراقی صاحب

آپ بغداد سے قریبا دوسومیل کے فاصلہ پر ''لواء کرکوک'' گاؤں میں بودو باش رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیحد محبت اور اخلاص رکھتے تھے۔ حضور کے فارسی وعربی اشعارسن کر وجد میں آجاتے اور زاروقطار رونے لگتے تھے۔

جنوری1935ء کے وسط میں آپ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا جس کی اطلاع ایک احمدی عرب نوجوان الحاج عبداللہ صاحب (جو کہ لمبا عرصہ قادیان میں علم دین سیکھنے کے بعد ان دنوں اپنے وطن میں مصروف تبلیغ تھے) کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے 16 جنوری 1935ء کو عریضہ لکھا کہ آج بغداد سے ایک خط موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ شیخ احمد فرقانی جو عرصہ دس سال سے احمدیت کی وجہ سے مخالفین کے ظلم وستم برداشت کرتے آرہے تھے۔ اور جن کا عراقیوں نے بائیکاٹ کررکھا تھا، شہید کردیئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(ملخص از تاریخ احمدیت جلد7 صفحہ156-157)

## مکرم ابراہیم عباس فضل اللہ صاحب

آپ سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کے باشندہ تھے۔ 22سال کی عمر میں 24/نومبر1941ء کو آپ نے احمدیت قبول کی اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے بغرض تعلیم 3/مارچ 1952ء کو پاکستان آئے اور ربوہ میں تعلیم پانے کے بعد 14/مئی 1953ء کو اپنے آبائی وطن واپس لوٹ گئے۔ جہاں آپ کو جماعت کی طرف سے آنزیری مبلغ کے فرائض سونپے گئے۔ پہلے آپ نے خرطوم میں ایک کمپنی میں کام شروع کیا اور ساتھ ہی سلسلہ کے لٹریچر کی تقسیم اور زبانی تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ ازاں بعد اپنی الگ تجارت شروع کرلی اور مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین کو لکھا کہ اب مَیں آزادی کے ساتھ پیغام احمدیت پہنچا سکتا ہوں۔ لیکن افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور آپ 37 سال کی عمر میں اپنے مولیٰ کریم سے جاملے۔

مکرم ابراہیم عباس صاحب کا اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر محض دینی تعلیم کی خاطر پاکستان آنا اور پھر آنزیری طور پر تبلیغ احمدیت کرنا اخلاص کا بہترین نمونہ ہے جو بلاد عربیہ کے احمدی نوجوانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

(ماخوذاز تاریخ احمدیت جلد17 صفحہ299-300)

(باقی آئندہ)

# ...... اے مرے پیارو

سدا مہکو چمن میں اے بہارو اے مرے پیارو
پھلو پُھولو مری آنکھوں کے تارو اے مرے پیارو

تمہارے دَم سے قائم ہے یہ رونق بزمِ ہستی کی
جیو جُگ جُگ جیو دل کے سہارو اے مرے پیارو

ستاروں سے بھرو دامن مناؤ جشن لیکن تم
شبِ تنہائی میں اس کو پکارو اے مرے پیارو

خزاں رُت میں کبھی بھولے سے بھی دلگیر مت ہونا
ہمیشہ مسکراؤ غمگسارو اے مرے پیارو

یہ موسم تو بدلنا ہے بدل ہی جائے گا اک دن
اسی امید پر ہمت نہ ہارو اے مرے پیارو

کوئی دکھ دے اگر تم کو تو دیکھو غم نہیں کرنا
غموں کا وقت بھی ہنس کر گزارو اے مرے پیارو

محبت سے دلوں کو جیتنا ہے دکھ بٹانا ہے
تم اپنے غم چھپاؤ، دل فگارو اے مرے پیارو

سفر کی دھول میں اکثر خس و خاشاک ہوتے ہیں
انہیں خاطر میں مت لاؤ، سوارو اے مرے پیارو

سروں کی فصل پک جائے تو اس کو کاٹنا بھی ہے
ہتھیلی پر رکھو سر جاں نثارو! اے مرے پیارو

قدم آگے بڑھاؤ تیز تر رکنا نہیں تم کو
چلو نظریں اٹھا کر رہ گزارو اے مرے پیارو

افق پر صبح کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اب
جبیں سے گرد پونچھو، شب اتارو اے مرے پیارو

جو دل میں آگ روشن ہے اسے بجھنے نہیں دینا
اسے کچھ اور بھڑکاؤ، نکھارو اے مرے پیارو

یہ وہ جنگِ مقدس ہے جو آخر تم کو لڑنا ہے
رہو دھرتی پہ جم کر کوہسارو اے مرے پیارو

گھروں کو چھوڑ کر نکلو خدا کے نام کی خاطر
خدا حافظ تمہارا ہو سدھارو اے مرے پیارو

خلافت سے وفا کا عہد و پیماں کر چکے ہو تم
اسے اپنے لہو سے استوارو اے مرے پیارو

خلافت سے تعلق ہی تمہاری اصل طاقت ہے
وفا سے اس تعلق کو سنوارو اے مرے پیارو

گواہی دے رہا ہے آسماں جس کی صداقت کی
اسی پر جان و دل وارو نثارو اے مرے پیارو

گھٹا بن کر اُمڈ آؤ کہ دنیا کے کناروں تک
تمہیں چھم چھم برسنا ہے، ستارو اے مرے پیارو

(ڈاکٹر عبدالکریم خالد)

# خطبہ جمعہ

## اصل نفع پہنچانے والی ذات خداتعالیٰ ہی کی ہے۔اس لئے اسی کی عبادت کرو۔

**اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمام چیزیں جن پر تمہاری زندگی کا انحصار ہے ان کا پیدا کرنے والا مَیں ہوں اور میرے اذن سے ہی یہ نفع رساں بھی ہوسکتی ہیں یا نقصان پہنچانے والی بن سکتی ہیں۔**

**ایک حقیقی مومن کو کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی طرف توجہ دے۔**

(قرآ ن مجید ،احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے
اللہ تعالیٰ کی صفت اَلنَّافِع کے مختلف پہلوؤں کا بصیرت افروز تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ یکم مئی 2009ء بمطابق یکم ہجرت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اللہ تعالیٰ کی صفت اَلنَّافِع کے حوالے سے بتایا تھا کہ اصل نفع پہنچانے والی ذات خداتعالیٰ ہی کی ہے۔اس لئے اسی کی عبادت کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میری عبادت کرو۔ اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کے وارث بنو گے اور مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی اس کے فضلوں کے وارث بنو گے۔اور پھر فرمایا کہ عبادت کے ساتھ ساتھ اُن تمام احکامات پر عمل کرو جن کے کرنے کا خداتعالیٰ نے حکم دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف یہی نہیں کہا کہ کیونکہ تمام قسم کا نفع میری ذات سے وابستہ ہے اس لئے میری عبادت کرو اور شکرگزار بنو بلکہ فرمایا کہ کائنات اور اس کے اندر کی ہر چیز میری پیدا کردہ ہے اور میرے اذن سے ہی یہ نفع رساں بھی ہے یا نقصان پہنچانے والی بن سکتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ تمام چیزیں جن پر تمہاری زندگی کا انحصار ہے ان کا پیدا کرنے والا مَیں ہوں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں رَبُّ الْعَالَمِیْن ہوں اور جب مَیں ہی رَبُّ الْعَالَمِیْن ہوں تو پھر کہیں اور سے نفع ملنے کا یا نفع حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خداتعالیٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مخلوق تک پہنچانا تمام عالموں میں جاری وساری ہے''۔

تو یہ ہے خداتعالیٰ کی ربوبیت کہ صرف پیدا نہیں کیا بلکہ مخلوق کے لئے جس انتہاء تک اسے پہنچانا ضروری ہے وہاں تک پہنچاتا ہے اور یہ کارخانہ قدرت اپنی پیدائش کے بعد ہر روز اپنی ایک شان ظاہر کررہا ہے۔انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے تجسّس رکھا ہے، تحقیق رکھی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ انسان پر ان تمام عالموں پر تحقیق کے نتیجہ میں نئے سے نئے اظہار فرماتا ہے۔ان عالموں میں آسمانی عالم بھی ہیں جن میں مختلف قسم کے ستارے اور سیّارے شامل ہیں۔ان میں زمینی عالم بھی شامل ہے جس میں زمین کے اندر کے مختلف خزانے ہیں۔زمین کے اندر بھی ایک عالم بسا ہوا ہے، ایک دنیا ہے۔زمین کی صرف ظاہری شکل نہیں ہے جس پر سائنسدان تحقیق کرکے قدرت کے عجیب جلووں سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں۔ پھر عالم نباتات ہے۔بوٹیوں، پودوں، پھولوں، پھلوں وغیرہ کی بھی ایک دنیا ہے۔اتنی قسمیں ہیں جن کا شمار نہیں۔ پھر ہر قسم میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک شان نظر آتی ہے۔خوراک کے علاوہ بےشمار بوٹیاں ایسی ہیں اور کئی پودے ایسے ہیں جو کئی بیماریوں کا علاج ہیں۔بعض ان میں سے تحقیق کے بعد انسان کے علم میں آ گئی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ بہت سی ایسی ہوں جن کی تحقیق کی ابھی ضرورت ہے۔حشرات الارض ہیں۔کیڑے مکوڑے ہیں۔ ان کا ایک اپنا عالم ہے۔غرض کہ اس کائنات میں بہت سی چیزیں ہیں جنہیں خداتعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور ہر پیدائش کی ایک غرض اور ایک مقصد ہے جسے وہ پورا کرتا ہے اور جس کو حسب ضرورت قائم رکھنے کے بھی خداتعالیٰ نے سامان پیدا فرمائے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''پس ربوبیت الٰہی بوجہ اس کے کہ وہ تمام ارواح واجسام وحیوانات ونباتات وجمادات وغیرہ پر مشتمل ہے فیضان اَعَمّ سے موسوم ہے'' (کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت جو ہے تمام روحوں کی ہے، تمام جسموں کی ہے، تمام جانوروں میں ہے، تمام قسم کی نباتات جڑی بوٹیوں میں ہے اور بے جان چیزوں میں بھی ہے۔اس کو فیضان عام کہتے ہیں۔یعنی ایسا فیض جو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے عام کیا ہوا ہے)۔ ''کیونکہ ہر ایک موجود اسی سے فیض پاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے ہر ایک چیز وجود پذیر ہے'' (جو بھی دنیا میں چیز موجود ہے اس سے فیض پا رہی ہے اور اس کا وجود اور ہر چیز جو ہے وہ اس سے پیدا ہو رہی ہے)۔فرمایا کہ ''ہاں البتہ ربوبیت الٰہی اگرچہ ہر ایک موجود کی موجد اور ہر ایک ظہور پذیر چیز کی مربی ہے لیکن بحیثیت احسان کے سب سے زیادہ فائدہ اس کا انسان کو پہنچتا ہے''۔ کیونکہ خداتعالیٰ کی تمام مخلوقات سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔اس لئے انسان کو یاد دلایا گیا ہے کہ تمہارا خدا ربّ العالمین ہے۔تا انسان کی امید زیادہ ہو اور یہ یقین کرے کہ ہمارے فائدہ کے لئے خداتعالیٰ کی قدرتیں وسیع ہیں اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور میں لاسکتا ہے''۔

پس خداتعالیٰ جو ربّ العالمین تو ہے ہی، ہر چیز جو دنیا میں موجود ہے چاہے اس کا علم ہمیں ہے یا نہیں، وہ خداتعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور پھر انسان پر اس ربّ العالمین کا یہ احسان ہے کہ جو چیزیں بھی خداتعالیٰ نے پیدا کی ہیں اس کو اشرف المخلوقات کے لئے فائدہ مند بنایا تا کہ وہ ان سے فائدہ اٹھا سکے۔اور جوں جوں دنیا تحقیق کے ذریعہ خداتعالیٰ کی مختلف قسم کی پیدائش کے بارہ میں علم حاصل کر رہی ہے اس میں انسانی فوائد واضح طور پر نظر آتے چلے جارہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی ان تمام پیدا کی ہوئی چیزوں کا ذکر کرکے فرمایا کہ یہ چیزیں انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرنے والی ہونی چاہئیں کہ جس خدا نے انسان پر اس قدر شفقت فرماتے ہوئے بےشمار چیزیں انسان کے لئے پیدا کی ہیں اور پھر انہیں انسان کے زیر بھی کیا ہے تا کہ وہ ان سے فائدہ حاصل کرسکے تو پھر اُس خدا میں یہ طاقت بھی ہے کہ اپنے بندوں کے فائدہ کے لئے آئندہ بھی مزید ایسی چیزیں پیدا کرسکے جو اس کے لئے نفع رساں ہوں یا موجود چیزوں کے چھپے ہوئے

خواص ظاہر کر کے انہیں انسانوں کے لئے فائدہ مند بنا دے۔ پس جب اس ربّ العالمین کی انسانوں پر اس قدر مہربانی ہے تو کس قدر انسان کو اس کا شکر گزار ہونا چاہئے اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے اور شرک سے اپنے آپ کو کلیتاً پاک کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مختلف جگہوں پر یہ ذکر فرمایا کہ تمہارے فائدے اور نفع کے لئے مَیں نے بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں۔ جب بھی ان چیزوں سے فیض اٹھانے کی کوشش کرو تو ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ ان چیزوں کے پیدا کرنے والی صرف میری ذات ہے اور نہ صرف پیدا کرنے والی ہے بلکہ دنیا کی ہر چیز کا قائم رکھنا اور اس کا کنٹرول بھی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور جب یہ سب کچھ اس بالا ہستی کے ہاتھ میں ہے جو ربّ العالمین ہے، جو رحمان ہے، اپنی رحمانیت سے لوگوں کو فیضیاب کرتا ہے اور پھر ربوبیت کے تحت جو محنت کرنے والے ہیں وہ اس سے بھی بڑھ کر اس کی پیدائش سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تو ایسے خدا کے علاوہ کسی اَور خدا کی طرف دیکھنا انتہائی بے وقوفی ہوگی۔ پس ایسا خدا ہی عبادت کے لائق خدا ہے جو ربّ بھی ہے، رحمان بھی ہے، رحیم بھی ہے اور بے شمار دوسری صفات کا مالک ہے۔

قرآن میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (البقرة: 165) کہ یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں اُس سامان کے ساتھ چلتی ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور اس پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا ہے پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیا اور اس میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جاندار پھیلائے اور اسی طرح ہواؤں کے رخ بدل بدل کر چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں عقل کرنے والی قوم کے لئے نشانات ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان پر اپنے چند احسانوں کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ اگر تمہیں عقل ہو تو کبھی ادھر ادھر نہ بھٹکتے پھرو بلکہ خدا تعالیٰ کی ہر پیدائش جس سے تم فائدہ حاصل کر رہے ہو وہ تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والا بنانے والی ہو۔

اس آیت سے پہلی آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (البقرة:164)۔ پس تمہارا معبود اپنی ذات میں ایک معبود ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے انتہا رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ وہ بن مانگے رحم کرتے ہوئے اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور جب انسان شکر گزار ہوتے ہوئے اُن نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے تو پھر ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنتا چلا جاتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کے بعض جلووں کا اظہار کیا ہے۔

پہلی آیت جو مَیں نے پڑھی تھی کہ آسمان اور زمین کی جو پیدائش ہے وہ بھی میرے انعاموں میں سے ایک انعام ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو یونہی بے فائدہ نہیں کہ بنا دیا بلکہ ہماری زمین اور اس سے متعلقہ سیارے چاند، سورج وغیرہ اور ان میں موجود جو گیسز (Gases) ہیں، فضا میں، ہوا ہے یہ سب کچھ جو ہیں یہ انسان کے فائدہ کے لئے ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں مَیں نے بتایا تھا زمین پر بھی بے شمار عالم موجود ہیں۔ کئی قسم کی مخلوق ہے یعنی ان تمام چیزوں کی اپنی ہی ایک دنیا ہے۔ یہ سب چیزیں انسان کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پھر رات اور دن کا ادلنا بدلنا ہے۔ چوبیس گھنٹے میں رات اور دن کے مختلف اوقات ہیں۔ یہ انسانی زندگی کی یکسانیت کو دُور کرنے کے لئے بھی ضروری ہیں اور آرام اور کام کے مواقع پیدا کرنے کے لئے بھی ضروری ہیں۔ پھر سمندر ہیں جن کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس میں کشتیاں چلتی ہیں جو سواریوں کو بھی اور سامانوں کو بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لے جاتی ہیں۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ زیادہ تر تجارتی سامان انہی کشتیوں اور جہازوں کے ذریعہ سے ہی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتا ہے۔ پھر ان سمندروں کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے پانی کو خدا تعالیٰ بادلوں کی شکل میں لا کر پھر انسان کی زندگی کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ انسانوں اور حیوانوں کی خوراک کا انحصار بھی اس پانی پر ہے۔ اگر یہ پانی نہ ہو تو زراعت کا سوال ہی نہیں۔ ذرا سی بارشوں میں کمی ہو جائے تو شور پڑ جاتا ہے اور اگر لمبا عرصہ بارشیں نہ ہوں تو قحط سالی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس صورت حال کو، پانی کی اہمیت کو، سورۃ الملک میں یوں بیان فرماتا ہے کہ قُلْ اَرَئَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ (الملک:31)۔ تو کہہ دے کہ مجھے بتاؤ کہ اگر تمہارا پانی زمین کی گہرائی میں غائب ہو جائے تو بہنے والا پانی تمہارے لئے خدا کے سوا کون لائے گا۔ پس زمین کا پانی اس وقت زندگی بخشتا ہے جب خدا تعالیٰ کا پانی آسمان سے اترتا ہے۔ پھر ہواؤں کے اثرات بھی انسانی زندگی پر پڑتے ہیں، نباتات پر پڑتے ہیں۔ ہمارے جو زمیندار ہیں وہ جانتے ہیں اور یہاں پاکستان، ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں بھی جو اتنے ترقی یافتہ نہیں اکثر یہ باتیں مشہور ہوتی ہیں کہ ہوا کے جو رخ ہیں وہ فصلوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اس طرف سے ہوا چلے تو فصل کو یہ فائدہ ہوگا۔ ٹھنڈی ہوائیں اس وقت میں اگر فلاں فصل کو فائدہ پہنچا رہی ہوتی ہیں تو دوسرے وقت میں وہی نقصان پہنچا رہی ہوتی ہیں۔ تو یہ سب کچھ جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ کوئی اتفاق نہیں بلکہ میری ہستی کا ثبوت ہیں۔ اس لئے کائنات پر اور زمین و آسمان کی بناوٹ پر اور رات دن کے ادلنے بدلنے پر اور موسموں کے تغیر پر غور کر کے انسان کو یقیناً خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کر کے اعلان فرمایا کہ نہ صرف مَیں نے یہ سب چیزیں پیدا کی ہیں بلکہ ان کا نگران بھی مَیں ہی ہوں اور جہاں رحمانیت کے جلوے دکھاتے ہوئے عمومی طور پر اپنی پیدائش سے دنیا کو فائدہ پہنچاتا ہوں وہاں رحیمیت کے تحت غیر معمولی نشان بھی دکھلاتا ہوں۔ ایک دفعہ مکّہ میں سات سال تک قحط کا سماں رہا۔ بہت لمبا عرصہ قحط پڑا رہا اور حالت یہاں تک آ گئی کہ لوگ چمڑے اور ہڈیاں تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔ تو اس وقت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جب سردار مکّہ نے حاضر ہو کر مدد اور دعا کی درخواست کی تو آپؐ نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے سب سے بڑے پرتَو تھے دعا کی، تو تب جا کے حجاز کی جو یہ خشک سالی تھی دور ہوئی اور ان کو کھانے کو ملا۔ پھر ایک مرتبہ مدینہ کے لوگوں نے بارش کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے دعا کی تو اچانک بادل نمودار ہوئے اور بارش برسنی شروع ہو گئی اور برستی چلی گئی۔ یہاں تک کہ صحابہؓ نے پھر ایک ہفتہ کے بعد آ کر آپ کی خدمت میں بارش روکنے کی دعا کی درخواست کی۔ پھر آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمارے اردگرد بارش برسا اور ہمارے اوپر نہ برسا کیونکہ مکان گرنے شروع ہو گئے ہیں۔ جہاں فائدہ مند ہے وہاں برسا۔ تو پھر اُس قادر خدا نے اس دعا کو اپنے فضل سے قبول فرمایا۔ پھر آپ ﷺ کی اُمّت میں ایسے نفع رساں وجود بھی خدا تعالیٰ نے پیدا کئے جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اپنی خدائی کا ثبوت دیتے ہوئے لوگوں کے فائدے کے سامان پیدا فرمائے۔ اور اس زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی ایسے کئی واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جہاں آپؑ کی دعاؤں سے لوگوں کو فائدہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو مَیں نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے یعنی تمہاری خدمت پر لگایا ہوا ہے اس کو دیکھ کر تمہارے ایمانوں میں ترقی ہونی چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری یا دنیاوی مثال اور مادی مثال کو روحانی نظام پر بھی منطبق فرمایا ہے۔ بلکہ روحانی نظام تو اس سے بھی زیادہ وسیع تر ہے۔ کیونکہ اس دنیا کے فائدے اور نفع یہیں رہ جانے ہیں۔ لیکن روحانیت کے کمائے ہوئے فائدے اخروی زندگی میں کام آنے والے ہیں۔

پس ایک مومن آسمان اور زمین کی پیدائش کو صرف اس دنیا کے فوائد کے حصول کا ذریعہ نہیں سمجھتا بلکہ ان پر غور کر کے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور اس پر یقین اور آخرت پر ایمان میں اَور بھی مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر جس طرح رات اور دن کے انسانی زندگی پر اور ضروریات پر ظاہری اثرات اور فوائد ہیں اسی طرح رات اور دن کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں روحانی طور پر بھی اندھیرے کے بعد روشنی کے سامان پیدا کرتا ہوں جس سے روحانی ظلمتیں ختم ہو جاتی ہیں اور اپنے فرشتوں اور انبیاء اور مامورین کے ذریعے ان ظلمتوں کو دُور کرنے کے لئے سامان مہیا کرتا ہوں اور کسی زمانہ میں بھی اس نُور اور روشنی کو ظاہر کرنے سے خدا تعالیٰ نے لاتعلقی کا اظہار نہیں کیا اور لاتعلق نہیں رہا۔ بلکہ ہر زمانہ میں وہ اپنا نور اور روشنی دیتا رہا ہے۔ اس زمانہ میں بھی اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، جنہوں نے پھر نئے سرے سے ہمیں اسلام کے نور سے روشناس کرایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جس طرح مادی دنیا میں انسان کی بہتری کے لئے کشتیوں کے ذریعہ سے محفوظ طریقے پر نقل و حمل کے ذرائع پیدا فرمائے ہیں اسی طرح روحانی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو بھیجتا ہے جو روحانی کشتیاں تیار کرتے ہیں جو بلاؤں اور آفات کے سمندر میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور ان کے ماننے والوں کو منزل مقصود تک پہنچاتی ہیں۔ اور وہ منزل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان کبھی بھی اور کسی زمانہ میں بھی اپنے بندوں پر ختم نہیں ہوا۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے بیان کیا ہے۔ جب بھی خدا تعالیٰ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کی حالت دیکھتا ہے۔ اس دنیا میں فتنہ و فساد کے حالات دیکھتا ہے اور جب یہ حد سے بڑھنے لگتے ہیں تو اپنے بندوں کو، اپنی مخلوق کو اس سے بچانے کے لئے اپنے چنیدہ بندے بھیجتا ہے جو ایک کشتی تیار کرتے ہیں، جو ان کے ماننے والوں کو محفوظ طور پر طوفان سے نکال کے لے جاتی ہے اور آج یہ کشتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنائی ہوئی کشتی ہے اور اس میں سوار وہی لوگ شمار ہوں گے جو اس کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ یا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے اور اس کے حق کے لئے کہ کس طرح حق ادا کرنا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی نوح کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی تھی جس میں آپؑ کے زمانہ میں جب طاعون کی وبا پھوٹی تو اس سے بچنے کا روحانی علاج بتایا۔ آپؑ اس کتاب میں

تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے کہ جس کی پوری پابندی طاعون کے حملے سے بچا سکتی ہے تو مَیں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں''۔(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10)

اور پھر آپؑ نے اس کتاب میں تعلیم کے نام سے ایک تفصیل بیان فرمائی جس میں آپؑ نے ہمیں ہوشیار کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ''صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو''۔(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10)(یعنی پورے پکے دل کے ارادے سے اس پر عمل کرنے کی کوشش ہو)۔ اور یہ کہ ''یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا''۔(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18) پھر آپؑ فرماتے ہیں ''تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو''۔

بہرحال یہ خلاصتاً مَیں نے چند باتیں بیان کی ہیں۔ اس کتاب میں آپؑ نے وہ معیار بتائے ہیں جن کو حاصل کرنے کی کوشش کر کے ایک انسان، ایک مومن، ایک احمدی، اس کشتی میں اپنے آپ کو محفوظ کر سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیاں اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے امام الزمان کی باتوں سے، ان کی تعلیم سے فیض اٹھانے والے ہوں۔

آج بھی دنیا آفات میں گھری ہوئی ہے۔ نئی سے نئی بیماریاں آج کل پیدا ہو رہی ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں میں ہی ایک نئی وبا اٹھی ہے جسے Swine Flue کہتے ہیں۔ تو یہ سب باتیں، دنیا میں یہ آفات اور بلائیں ہمیں دعوت فکر دے رہی ہیں، سوچنے پر مجبور کر رہی ہیں کہ ہم اپنی حالتوں کے جائزے لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے بھیجے ہوئے زمانہ کے امام کے حکموں اور تعلیم پر عمل کرنے والے بننے اور کوشش کرنے والے ہوں۔ اور جب ہم ایک توجہ سے یہ کوشش کریں گے تو پھر ہر اس روحانی پانی سے فیض پائیں گے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا (البقرۃ:165) کہ اس کے ذریعہ سے ہم نے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیا۔ جس طرح مادی دنیا میں بارشوں سے زمین اپنی روئیدگی ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح روحانی بارشوں سے جو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ماموروں کے ذریعہ بھیجتا ہے ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس پانی سے وہی لوگ فیض پاتے ہیں یا فیض پا سکتے ہیں جن میں اچھی زمین کی طرح اس سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو روحانی روئیدگی اور زندگی کے لئے فیض عام کے تحت پانی اتارا ہے لیکن اس کو جذب کر کے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے دلوں کی زرخیزی ضروری ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے ایک حدیث میں ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ فرمایا کہ دنیا میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے جن کی مثال اچھی زمین کی طرح ہے جو نرم ہو اور اپنے اندر پانی جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اور پھر ایسی زمین سے جو پانی اپنے اندر جذب کرتی ہے یا اس سے فائدہ اٹھاتی ہے اچھی کھیتی بھی اسی سے اُگتی ہے۔ پانی کو جذب کرتی ہے پھر اچھی کھیتی اگانے کے لئے اس پانی کو استعمال کرتی ہے۔ ایسی زمین پر جب بارش پڑتی ہے تو اس کو جذب کر کے اپنی نمو بڑھاتی ہے اور اس سے فصل بھی اچھی ہوتی ہے جو دوسروں کو خوراک مہیا کر کے ان کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

دوسری قسم کی زمین آپؐ نے فرمایا وہ ہے جو سخت ہوتی ہے۔ پانی کو جذب تو نہیں کر سکتی لیکن پانی اپنے اندر جمع کر لیتی ہے۔ جیسے تالاب وغیرہ ہیں۔ اس پانی سے براہ راست تو اس زمین کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ کوئی چیز اس سے پیدا نہیں ہو رہی ہوتی۔ لیکن اس پانی سے جو وہاں جمع ہو جاتا ہے جانور پینے کے لئے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انسان بھی پینے کے لئے فائدہ اٹھاتے ہیں اور پینے کے علاوہ کھیتی باڑی کے لئے بھی یہ پانی استعمال ہو رہا ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ تیسری قسم کی زمین وہ ہے جو سخت پتھریلی ہوتی ہے۔ مسطح ہوتی ہے۔ ہموار ہوتی ہے یا ایسی ڈھلوان ہوتی ہے کہ جس سے پانی بہ جائے۔ کوئی اس میں گڑھا نہیں ہوتا۔ وہ پانی کو نہ اپنے اندر جذب کرتی ہے نہ اس میں پانی کھڑا ہوتا ہے۔ تو ایسی زمین جو ہے وہ پانی سے نہ خود فیض پاتی ہے نہ اپنے اندر روک کر دوسروں کو اس سے فیض پہنچ رہا ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلی طرح کی جو زمین ہے جو پانی جذب کر کے پھر اپنی فصلیں پیدا کر کے فائدہ پہنچاتی ہے اس کی مثال اس عالم کی طرح، اس شخص کی طرح ہے جو نہ صرف خود دین حاصل کرتا ہے، علم حاصل کرتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس علم اور دین سے جو اس نے حاصل کیا ہو فائدہ اور فیض پہنچاتا ہے۔ اور فرمایا کہ تیسری قسم کا آدمی اس پتھریلی زمین کی طرح ہے جس پر نہ پانی ٹھہرتا ہے اور نہ جس میں جذب ہوتا ہے۔ روحانی بارش نہ اس کو کچھ فیض پہنچاتی ہے نہ دوسرے اس سے کوئی فائدہ حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ اور دوسری قسم کی زمین کی مثال آپؐ نے بیان نہیں فرمائی لیکن اس کے پانی کی پہلی مثال دینے سے ظاہر ہے کہ اس کا یہی مطلب ہے جو اس کی وضاحت میں پہلے بیان فرمایا کہ ایسے تالاب جو خود تو ان علوم سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہوتے لیکن دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ایسا شخص جو دین اور علم تو سیکھتا ہے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا لیکن جو علم اور دین اس نے سیکھا ہے دوسروں کو سکھاتا ہے اور اس کے سکھانے سے بعض نیک فطرت اس پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جب اپنے مامور بھیجتا ہے تو ان کے روحانی پانی سے یہی تین قسم کے گروہ ہیں جو سامنے آتے ہیں۔ پس ایک حقیقی مومن کو چاہئے کہ پہلی قسم میں شامل ہونے کی کوشش کرے۔ خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی طرف توجہ دے۔ اپنی نسلوں میں بھی، اپنے ماحول میں بھی، ایسی فصلیں لگائیں جو انسانیت کو فیض پہنچانے والی ہوں۔ تبھی ''اَلنَّافِع'' خدا کے فضلوں سے حقیقی رنگ میں ہم فائدہ اٹھانے والے ہوں گے، فیض حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ اور ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جانور پھیلائے۔ یہ بھی تمہارے لئے نفع (کا موجب ہے)۔ جانوروں کا پھیلانا بھی اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے ایک احسان ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں میں ذکر فرمایا ہے۔ جیسے فرماتا ہے کہ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَھَا لَکُمْ فِیْھَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْھَا تَاْکُلُوْنَ۔ وَلَکُمْ فِیْھَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ(النحل 6-7) کہ مویشیوں کو بھی اس نے پیدا کیا تمہارے لئے ان میں گرمی حاصل کرنے کے سامان ہیں اور بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو اور تمہارے لئے ان میں خوبصورتی ہے جب تم ان کو شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب تم انہیں چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتے ہو۔

پھر ان جانوروں کے ذریعے سے انسان ان کا گوشت استعمال کر کے، اُن کی اُون استعمال کر کے، ان کی کھال استعمال کر کے فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ بعض دفعہ ان جانوروں کی ہڈیاں تک استعمال ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ دولت کمانے کا ذریعہ بھی ہیں۔ جانور پالے جاتے ہیں۔ لوگ تجارت کرتے ہیں۔

پہلی آیت جو سورۃ البقرہ کی مَیں نے پہلے پڑھی تھی، اس کی وضاحت مَیں کر رہا ہوں۔ اس میں دَآبَّہ کا لفظ ہے اور یہاں اَنْعَام کا لفظ ہے۔ اَنْعَام کہتے ہیں چارپایوں کو۔ لیکن قرآن کریم میں ہی دَآبَّہ چارپایوں کے لئے، ہر قسم کے جانوروں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پس دَآبَّــہ سے مراد ہر قسم کے جانور ہیں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِظُلْمِھِمْ مَّا تَرَکَ عَلَیْھَا مِنْ دَآبَّۃٍ (النحل:62) کہ اگر اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہوتی کہ لوگوں کو ان کے ارتکاب جرم پر فوراً پکڑ لیتا اور توبہ کے لئے مہلت نہ دیتا تو زمین میں کسی جاندار کو زندہ نہ چھوڑتا۔

پس اللہ تعالیٰ چونکہ فوری سزا نہیں دینا چاہتا۔ یہ اس کا طریق نہیں کہ فوری سزا دے۔ اس لئے اس نے اس کے نفع کے لئے یہ تمام قسم کے جو جانور ہیں زمین میں چھوڑے ہیں۔ جن میں چھوٹے چھوٹے حشرات بھی اور بڑے جانور بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ زمین کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر کے اس میں ہر قسم کے جانور پھیلانے کی مثال دے کر فرماتا ہے کہ اس زندگی میں جو زمین میں ہے جانوروں کا بہت بڑا کردار ہے۔ کیونکہ فرمایا کہ اگر زندگی ختم کرنی ہو تو صرف یہاں کے جو باقی حیوان ہیں ان کو ختم کر دوں تو انسان کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ پس اسی طرح فرمایا کہ روحانی دنیا میں بھی دابّہ ہیں اور وہ ایسے مومن ہیں جو روحانی پانی سے فیض یاب ہو کر پھر زمین کی رونق قائم کرتے ہیں اور کثرت سے دنیا میں پھیل کر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچاتے ہیں۔

پس ماموریں کی جماعت کی یہ ایک اہم ذمہ داری لگا دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلا کر اس دنیا کی زندگی اور رونق کے سامان پیدا کریں۔

پھر ہواؤں کے بارے میں فرمایا کہ ہواؤں کو مومنوں کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ روحانی دنیا میں بھی اسی طرح ہوتا ہے تاکہ روحانی ہواؤں سے دنیا کو فیض پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کی ہوائیں ساری دنیا میں چلاتا ہے اور ان سے اپنے ماموریں کی اور ان کی جماعت کی مدد بھی فرماتا ہے۔ اگر مخالفت کی آندھیاں آتی ہیں تو ان کے نقصان سے اللہ تعالیٰ بچا لیتا ہے، مومنین کے حق میں مسخر کر دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ہی دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے مخالف ہواؤں کے رخ بدل رہا ہے۔ اور نہ صرف رخ بدلتا ہے بلکہ ایسی ہوائیں چلاتا ہے جو سعید دلوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی طرف مائل کرتی ہیں۔ مَیں اکثر ذکر کرتا ہوں کہ روزانہ کی ڈاک میں کئی دفعہ ایسے خط ہوتے ہیں جن میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو احمدیت کے پیغام کے ٹھنڈے جھونکے خود خدا تعالیٰ کی طرف سے پہنچتے ہیں اور خاص طور پر عربوں میں۔ عربوں کا تو ویسے بھی عربی زبان کی فصاحت کی وجہ سے اور دوسرے اپنے مزاج کی وجہ سے جو شاید زبان کی وجہ سے ہی ہو، ان کا بیان ایسا ہوتا ہے، اپنی باتوں کا جب وہ ذکر کر رہے ہوتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی

راہنمائی کی تو ٹھنڈی ہواؤں کی مثالیں دیتے ہیں۔تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے کام کہ بارشیں اور ہوائیں مومنوں کی تائید میں بھیجتا ہے۔پس یہ ہمارا اَلنَّافِع خدا ہے جو ہر آن ہمیں نفع پہنچاتا چلا جا رہا ہے اور آج اس خدا کی جو ربّ العالمین ہے جس نے اس زمانہ میں اپنے روحانی فیض جاری رکھنے کے لئے اپنا مامور بھیجا ہے اس کی جماعت میں ہم شامل ہیں۔ ہمارے مخالفین پہلے تو سختی سے ہمارے راستے روکنے اور دشمنیاں اپنی انتہا تک پہنچانے کی کوشش کرتے تھے جس کے جواب میں ہم فیض رساں بنتے ہوئے ان کو وہ روحانی پھل اور فصلیں بھیجنے کی کوشش کرتے تھے جن سے وہ فائدہ اٹھا سکیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ اور ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی یہ دعا پہلے بھی کرتے تھے، آج بھی کرتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے سامان پیدا فرمائے۔لیکن ان لوگوں نے اب ایک اور طریق بھی اختیار کیا ہے۔ پہلے کم تھا اب زیادہ ہو گیا ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ احمدیو! احمدی تو نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں قادیانیو! مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کر کے ہمارے پاس آ جاؤ تو ہم تمہیں گلے لگائیں گے۔گویا ''اَلنَّافِع'' خدا کے مامور کی جماعت کو چھوڑ کر ہم میں شامل ہو جاؤ جہاں سوائے فتنہ اور فساد کے اور کچھ نہیں۔ایک طرف اُمّت میں ہونے کا دعویٰ ہے اور دوسری طرف اُمتیوں کی گردنیں کاٹی جا رہی ہیں۔ بہر حال ہمیں تو خدا تعالیٰ نے نہ صرف ہدایت دی ہے بلکہ قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو جواب دو کہ اصل ہدایت وہی ہے جو ہمارے پاس ہے نہ کہ تمہارے پاس۔ اس لئے تم بھی اگر فتنہ و فساد سے بچنا چاہتے ہو تو اس مہدی کی پیروی کرو جسے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلْ اَنَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ ھَدٰنَا اللّٰہُ کَالَّذِی اسْتَھْوَتْہُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ لَہٗٓ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَہٗٓ اِلَی الْھُدَی ائْتِنَا ۔قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی۔ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورہ الانعام آیات 72) کہ تُو پوچھ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو پکاریں جو نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اور کیا بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دے دی ہے ہم ایک ایسے شخص کی طرف اپنی ایڑیوں کے بل پھرا دیئے جائیں جسے شیطان نے حواس باختہ کر کے زمین میں حیران و سرگردان چھوڑ دیا ہو۔ اس کے ایسے دوست ہیں جو اسے ہدایت کی طرف بلاتے ہوئے پکاریں کہ ہمارے پاس آ۔ تو کہہ دے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ربّ العالمین کے فرمانبردار ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حصہ آیت کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی فرماتے ہیں:۔ ''ان کو کہہ دے کہ تمہارے خیالات کیا چیزیں ہیں۔ ہدایت وہی ہے جو خدا تعالیٰ براہ راست آپ دیتا ہے۔ ورنہ انسان اپنے غلط اجتہادات سے کتاب اللہ کے معنی بگاڑ دیتا ہے اور کچھ کا کچھ سمجھ لیتا ہے۔ وہ خدا ہی ہے جو غلطی نہیں کھاتا۔ لہٰذا ہدایت اسی کی ہدایت ہے۔ اپنے خیالی معنے بھروسے کے لائق نہیں''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام (سورۃ الانعام آیت 72)۔ جلد دوم صفحہ 478)

اور یہی حقیقی ہدایت اور اسلام کی تعلیم ہے۔ یہ ہے وہ چیز جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔ اب اس ہدایت کو چھوڑ کر ہم ان لوگوں کے پیچھے چلے جائیں جو آج تک قرآن کریم کی آیات کے ناسخ اور منسوخ کے چکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا پہلے تو چودھویں صدی کا انتظار کرتے رہے کہ مسیح اور مہدی آئے گا اور پھر صدی لمبی ہو گئی اور صدی گزرنے کے بعد بھی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے انکار پر مصر ہیں۔ یا جو ایک دوسرے پر ایک ہی کتاب اور ایک ہی رسول کے ماننے والے ہونے کے باوجود کفر کے فتوے دے رہے ہیں۔ پس ہم نے تو اس اللہ تعالیٰ کا فہم اس مسیح و مہدی سے پایا ہے جس نے آنحضرت ﷺ کو آخری شرعی نبی بنا کر بھیجا ہے اور جس نے آپؐ پر قرآن کریم جیسی عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو تمام ہدایتوں کا سرچشمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فہم ہمیں اس زمانے کے امام، مسیح اور مہدی نے عطا کیا ہے۔ پس اس زمانہ میں جب اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لئے ہمیں نفع پہنچانے کے لئے، ہمارے فائدہ کے لئے آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانی فرمائی ہے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اس خدا کو چھوڑ کر ہم اس کے علاوہ کسی اور خدا کو ماننے والے بنیں۔ اگر آج ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بارے میں شک میں پڑیں تو پھر ہم ان تائیدات ارضی اور سماوی کو کیا کہیں گے جو خدا تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے حق میں پوری فرمائیں اور آج تک اپنے وعدہ کے موافق پوری فرماتا چلا جا رہا ہے۔ اپنے وعدہ کے موافق نشانات دکھلاتا چلا جا رہا ہے۔ اگر یہ کسی بندے کا کام ہوتا تو گزشتہ ایک سو بیس سال سے احمدیت کو ختم کرنے کی جو ممکنہ انسانی کوششیں ہو سکتی تھیں دشمنان احمدیت نے کیں۔ لیکن ہمارا خدا ہمیں ہمیشہ ترقیات کی نئی منزلیں دکھاتا چلا گیا اور اپنے مخالفین کو ہم نے ہمیشہ حواس باختہ ہی دیکھا ہے اور ان کی حالتیں دیکھ کر ہمارے ایمان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مامور اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق پر اور بھی پختہ ہوئے ہیں۔ پس ہمیں دعوت دینے کی بجائے آؤ اور اس مسیح و مہدی کی جماعت میں داخل ہو جاؤ اسی میں تمہاری بقا ہے اور اسی میں تمام دنیا کی بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں فیضی ساکن بھیں کا تذکرہ ہو رہا تھا جس نے اعجاز المسیح کا جواب لکھنا چاہا تھا اور اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھا لیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مجلس میں فرمایا۔

''یہ کس قدر زبردست نشان ہے خدا کی طرف سے ہماری تصدیق اور تائید میں کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد: 18)'' (کہ جو انسانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے۔ فرمایا کہ) ''اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ سلسلہ جیسا کہ ہمارے مخالف مشہور کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا تو چاہئے تھا کہ فیضی نے جو لوگوں کی نفع رسانی کا کام شروع کیا تھا اس میں اس کی تائید کی جاتی لیکن اس طرح پر اس کا جوانا مرگ ہو جانا صاف ثابت کرتا ہے''۔ (جوانی میں فوت ہو گیا۔) ''صاف ثابت کرتا ہے کہ اس سلسلہ کی مخالفت کے لئے قلم اٹھانا لوگوں کی نفع رسانی کا کام نہ تھا۔ کم از کم ہمارے مخالفوں کو بھی اتنا تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کی نیت نیک نہ تھی، ورنہ کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی تائید نہ کی اور اس کو مہلت نہ ملی کہ اس کو تمام کر لیتا'' (یعنی کام کو پورا کر لیتا)۔

فرمایا: ''میرے اپنے الہام میں بھی یہی ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ۔ تیس برس سے زیادہ عرصہ ہوا جب مَیں تپ سے سخت بیمار ہوا۔ اس قدر شدید تپ مجھے چڑھی ہوئی تھی'' (بخار چڑھا ہوا تھا) ''کہ گویا بہت سے انگارے سینے پر رکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اس اثناء میں مجھے الہام ہوا۔ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض مخالف اسلام بھی لمبی عمر حاصل کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟'' فرمایا کہ ''میرے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ اُن کا وجود بھی بعض رنگ میں مفید ہی ہوتا ہے۔ دیکھو ابوجہل بدر کی جنگ تک زندہ رہا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر مخالف اعتراض نہ کرتے تو قرآن شریف کے تیس سپارے کہاں سے آتے''۔ (اعتراض ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اعتراضوں کی وجہ سے بھی احکامات بھیجتا رہا۔) فرمایا کہ ''جس کے وجود کو اللہ تعالیٰ مفید سمجھتا ہے اسے مہلت دیتا ہے۔ ہمارے مخالف بھی جو زندہ ہیں۔ وہ مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے وجود سے بھی یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف کے حقائق و معارف عطا کرتا ہے''۔ (یعنی مخالفت بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے حقائق اور معارف عطا کرتا ہے)۔ فرمایا: ''اب اگر مہر علی شاہ اتنا شور نہ مچاتا تو نزول مسیح کیسے لکھا جاتا''۔ (نزول مسیح کتاب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی ہے)۔ پھر فرمایا ''اس طرح پر جو دوسرے مذاہب باقی ہیں ان کے بقا کا بھی یہی باعث ہے تا کہ اسلام کے اصولوں کی خوبی اور حسن ظاہر ہو''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 232-233)

دنیا میں دوسرے مذاہب باقی ہیں وہ باقی رہیں گے تو پھر مذاہب کا اصل موازنہ ہو گا اور پھر اگر غور سے دیکھا جائے اور پرکھا جائے تو اسلام کی خوبیاں ظاہر ہونی شروع ہوں گی، نظر آئیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی صفت ''اَلنَّافِع'' سے فیض پانے کی توفیق عطا فرمائے اور نافع بننے کی توفیق عطا فرمائے اور جو روحانی انقلاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ مقدر ہے اس میں ہم بھی حصہ دار بننے والے ہوں۔

## اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کی جلد 16 کے شمارہ نمبر 18 (مورخہ یکم مئی 2009ء) میں صفحہ نمبر 5 پر شائع شدہ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/اپریل 2009ء کا مقام خطبہ سہواً بیت الفتوح لکھا گیا ہے۔ حضور انور نے یہ خطبہ جمعہ لیک ڈسٹرکٹ میں ارشاد فرمایا تھا۔

ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔ (مینیجر)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

## خلافت حقہ احمدیہ کی تائید میں

# ایک زبردست آسمانی شہادت

## غیر مبائعین (پیغامی احمدی حضرات) کے لئے لمحہ فکریہ

(فضل الٰہی انوری۔ جرمنی)

یہ ایک المناک تاریخی حقیقت ہے کہ 1914ء میں خلافت ثانیہ کے انتخاب کے وقت جماعت کے اندر پیدا ہونے والے اختلاف کے باعث بعض افراد جماعت جن میں بعض بڑے بڑے صحابہ بھی شامل تھے نے حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کے وجود میں منتخب ہونے والے خلیفہ ثانی کی بیعت نہ کی اور لاہور جا کر انہوں نے مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کی قیادت میں ایک علیحدہ جماعت قائم کر لی اور کہنے یہ لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہرگز یہ منشاء نہیں تھا کہ آپ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو۔اُس وقت یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ علیحدگی پسند یہ دعویٰ کرنے لگے کہ جماعت کا پچانوے فیصد حصہ ان کے خیالات سے متفق ہے۔مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جلد ایسے اسباب پیدا فرمائے کہ جماعت کے لوگوں کو خلافت احمدیہ کی ضرورت اور اہمیت کا احساس ہونے لگا اور وہ آہستہ آہستہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مبائعین کی جماعت میں شامل ہونے لگے۔ان اسباب کا ایک بہت بڑا حصہ ان بشارات سماویہ کا بھی ہے جن کی بدولت احباب جماعت پر حق واضح ہونے لگا۔تاہم غیر مبائعین حضرات یہی کہتے چلے گئے اور اب تک یہی کہتے چلے جا رہے ہیں کہ ان کا موقف صحیح ہے یعنی خلافت کے قیام کی نہ ضرورت ہے نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ منشاء تھا کہ آپؑ کے بعد خلافت قائم ہو اور یہ کہ جماعت کے انتظامی معاملات کی سرانجام دہی کے لئے ایک انجمن کافی ہے۔

ذیل میں لاہور کی رہنے والی ایک ایسی خاتون کی ایک رؤیا صالحہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا نام بادشاہ بیگم تھا اور جن کے میاں 1914ء میں جماعت میں پیدا ہونے والے اختلاف کے وقت غیر مبائعین میں شامل ہو گئے تھے۔ انہیں رؤیا میں کیا بتایا گیا؟ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1993ء میں انگلستان میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کے موقع پر خواتین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’ان کے میاں غلام محمد صاحب ساکن بیڈن روڈ لاہور بیان کرتے ہیں کہ:

’مولوی صاحب (مراد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ناقل) کی وفات کے چار پانچ دن بعد میری اہلیہ کو خواب آئی کہ ’تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔تم میاں کی بیعت کر لو۔

یہاں حضورؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کو بچپن میں ’’میاں‘‘ کہا کرتے تھے اور چونکہ اِن لوگوں نے ابھی خلافت ثانیہ کی بیعت نہیں کی تھی اس لئے یہی نام انہیں خواب میں دکھایا گیا۔آگے پھر میاں غلام محمد صاحب کی زبانی بیان کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

’’میری بیوی نے مجھے خواب سنائی۔اس کے بعد 1914ء یا 1915ء میں میرا لڑکا عبدالرحیم عین خواب کے مطابق پیدا ہوا۔لڑکے کی پیدائش کے بعد میری بیوی نے مجھے مجبور کیا کہ مجھے تو خواب میں اللہ تعالیٰ نے میاں کی بیعت کی ہدایت فرمائی ہے۔اس لئے میری بیعت کا خط لکھ دو۔چنانچہ مَیں نے وہ خط لکھ دیا‘‘۔

اب جب بادشاہ بیگم صاحبہ کا بیعت خلافت والا وہ خط سلسلے کے روزنامہ الفضل میں شائع ہو گیا تو حضورؒ آگے پھر میاں غلام محمد صاحب کی زبانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جو لاہوری جماعت کے سرکردہ ممبران میں سے تھے اور شیخ رحمت اللہ صاحب بھی، بہت سٹ پٹائے اور میرے پاس آئے (حضورؒ فرماتے ہیں کہ ان کی بیگم نے تو رؤیا کے مطابق بیعت کر لی تھی مگر وہ خود ابھی لاہوری جماعت میں ہی رہے۔ناقل) اور مجھ سے شکوہ کیا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے۔ان کی تائید میں تو ایک خط الفضل (قادیان سے شائع ہونے والا جماعتی روزنامہ۔ناقل) میں چھپ گیا ہے۔اس پر مَیں نے انہیں جواب دیا کہ ’میری بیوی زندہ موجود ہے۔ان سے خود پوچھ لو۔لیکن انہیں میری بیوی سے پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی‘‘۔

خاکسار راقم الحروف نے حضورؒ کا بیان کردہ یہ واقعہ دوبارہ وڈیو کیسٹ پر سن کر جب جماعت احمدیہ لاہور کے امیر مکرم و محترم چودھری حمید نصراللہ صاحب کی معرفت یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ میاں غلام محمد صاحب کے وہ بیٹے عبدالرحیم جو اپنی والدہ کو ملنے والی بشارت الٰہیہ کے نتیجہ میں پیدا ہوئے تھے، کہاں ہیں تو اس بارے میں معلوم ہوا کہ مکرم ملک عبدالرحیم صاحبؓ تو اب وفات پا چکے ہیں۔البتہ ان کے بیٹے برادرم مکرم ملک نعیم الرحیم صاحب نے ایک تو یہ رقم فرمایا کہ والد صاحب (مکرم ملک عبدالرحیم صاحب) اور والدہ صاحبہ اس واقعہ کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے۔نیز بتایا کہ ہماری دادی صاحبہ مکرمہ بادشاہ بیگم صاحبہ اُس وقت حمل سے تھیں جب انہوں نے وہ خواب دیکھا تھا۔انہیں دسواں مہینہ ہو گیا تھا اور سخت پریشانی لاحق تھی اور دعا کرتی تھیں کہ بیٹا ہی پیدا ہو۔ چنانچہ انہیں تین رات متواتر یہی خواب آئی۔ بلکہ انہوں نے وہ الفاظ بھی لکھے ہیں جو ان کی دادی صاحبہ کو خواب کے اندر سنائی دئے اور وہ پنجابی زبان میں تھے کہ

’’تو میرے محمودنوں من لے۔مَیں تینوں مُنڈا دیواں گا‘‘۔

یعنی ’تو میرے محمود کو قبول کر لے،مَیں تجھے بیٹا دوں گا‘۔

دوسرے تحریر فرمایا ہے کہ دادا جان،مکرم میاں غلام محمد صاحبؓ،اس کے کچھ عرصہ بعد خود بھی خلافت سے وابستہ ہو گئے تھے۔گویا اس نیک بخت خاتون کی اس رؤیاء صالحہ کی برکت سے یہ سارا خاندان خلافت کی آغوش میں آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ یَنصُرُکَ رِجالٌ نُوحِی اِلَیھِم مِنَ السَّمَاءِ کے مطابق آپ کے سچے انصار میں شامل ہو گیا۔

(نوٹ: برادرم مکرم ملک نعیم الرحیم صاحب کا اصل خط مورخہ 9رجنوری 2009ء خاکسار کے پاس محفوظ ہے۔)

۞۞۞۞۞۞۞

## مکرم چوہدری منصور احمد صاحب بی ٹی مرحوم

(منور احمد۔ گلاسگو)

میرے بڑے بھائی مکرم چوہدری منصور احمد صاحب بی ٹی آف لندن مورخہ 8رجنوری 2009ء کی شام پونے آٹھ بجے بعمر قریباً 77 سال حرکت قلب بند ہو جانے سے اس دارفانی سے کوچ کر کے مولائے حقیقی سے جا ملے۔انا للہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 14رجنوری 2009ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں لندن جماعت کے کثیر احباب نے شمولیت کی۔ لندن کے احمدیہ قبرستان Brook Wood میں بطور امانت دفن ہوئے۔آپ بفضلہ تعالیٰ موصی تھے۔

ابھی آپ کی پیدائش کو صرف چھ ماہ ہوئے تھے کہ آپ کی والدہ محترمہ میمونہ بیگم صاحبہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت فیض محمد صاحب آف سیالکوٹ کی صاحبزادی تھیں وفات پا گئیں۔اور اس طرح انتہائی کمسنی میں ہی ایک معصوم بچہ اپنی ماں کے سایہ شفقت سے محروم ہو گیا۔

مرحوم نے اپنی ابتدائی تعلیم قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں حاصل کی۔ہجرت کے بعد جب سکول چنیوٹ منتقل ہوا تو آپ نے فرسٹ ڈویژن سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پھر تلاش روزگار کے لئے کراچی چلے گئے۔ جہاں جلد ہی حکومت پاکستان کے محکمہ پلاننگ کمیشن میں ملازم ہو گئے۔

کراچی میں آپ نے اپنے فارغ اوقات میں کراچی کی مجلس خدام الاحمدیہ میں بہت کام کیا۔اور اسی طرح جماعت کراچی میں بھی نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔اپنے قیام کراچی کے دنوں کی ایک دلچسپ بات یہ سنایا کرتے تھے کہ 1953ء میں جب مجلس احرار کے مشہور لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری نے کراچی کے آرام باغ میں احرار کے جلسہ سے خطاب کیا تو جلسہ کے بعد وکٹوریہ گھوڑا گاڑی میں سوار ہو کر جب مولانا اپنی جائے رہائش پر واپس جا رہے تھے تو گاڑی کے پائیدان پر کھڑے ہو کر بھائی جان ان کی ’’حفاظتی‘‘ ڈیوٹی دے رہے تھے۔ بھائی صاحب سناتے ہیں کہ مَیں نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ جناب شاہ صاحب! آپ پرائیویٹ طور پر تو قادیانیوں کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی اسلامی خدمات کے بھی معترف ہیں۔مگر جب آپ پبلک جلسوں میں تقریر کرتے ہیں تو آپ اس جماعت کی مذمت اور بدخوئی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سن کر شاہ صاحب نے فرمایا کہ ’’بھئی اس وقت ہم اپنی Official Duty پر ہوتے ہیں‘‘۔

آپ قریباً آٹھ نو سال تک گلاسگو میں مقیم رہے جہاں آپ کے ایک اور دوست سید یوسف احمد صاحب بہاری کے ساتھ مل کر جماعت کے سیکرٹری مال کے فرائض ادا کرتے رہے۔1968ء میں لندن چلے آئے اور پی آئی اے میں بطور اکاؤنٹنٹ جاب مل گئی۔ جہاں پورے 26 سال تک نہایت محنت ، دیانتداری اور لاجواب خدمت کی توفیق پائی۔1996ء میں PIA سے ریٹائرڈ ہو گئے اور پھر اپنی خدمات کو جماعت احمدیہ لندن کے لئے وقف کر دیا۔ جماعت کے دو اہم شعبوں یعنی ضیافت اور جلسہ سالانہ کے دفاتر میں نمایاں کام کرتے رہے۔آخری سالوں میں خصوصاً 1989ء کے بعد جبکہ آپ کو زندگی کا پہلا ہارٹ اٹیک ہو چکا تھا باوجود ڈاکٹری ہدایت کے آرام نہیں کرتے تھے۔بس کام کرنا اور کام کرتے ہی جان دینا انہیں زیادہ پسند تھا۔خلافت کے شیدائی اور نظام جماعت کا بے حد احترام کرتے تھے۔

عمر کے آخری سالوں میں آپ کو شعر و شاعری سے بھی لگاؤ پیدا ہو گیا اور آپ نے اس میدان میں بھی اپنی قابلیت کا بہت اچھی نظمیں اور پختہ غزلیں کہہ کر مظاہرہ کیا۔

حاضر دماغی اور برجستہ جواب دینے میں بہت تیز تھے۔ بزرگوں کی عزت اور ان کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتے۔حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم کی لندن میں آخری علالت کے بعد جب چوہدری صاحب نے فیصلہ کیا کہ اب انہیں پاکستان چلے جانا چاہئے تو جماعتی ہدایت کے مطابق بھائی منصور احمد صاحب کو حضرت چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھ لندن سے اسلام آباد (پاکستان) تک جانے اور دوران سفر خدمت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ نے اپنے لواحقین میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے عزیزم کرشن محمود احمد اور عزیزی طارق محمود احمد (جو آج کل ٹوری پارٹی کی طرف سے منتخب ہو کر ومبلڈن ایریا کے کونسلر ہیں) اور ایک بیٹی عزیزہ طاہرہ جبیں جو کہ نواب عباس احمد خان صاحب مرحوم کے صاحبزادے انصر الیاس احمد خان آف لندن کی اہلیہ ہیں یادگار چھوڑے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مرحوم بھائی کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ کر ان کے مدارج کو بلند کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

## 28 دسمبر 1939ء کو جلسہ خلافت جوبلی کے موقع پر
## مختلف جماعتوں کی طرف سے ایڈریسز کے جواب میں

# حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا خطاب

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مَیں جب سے تقریر کے میدان میں آیا ہوں اور جب سے مجھے تقریر کرنے یا بولنے کا موقع ملا ہے مَیں نے شروع دن سے یہ بات محسوس کی ہے کہ ذاتی بناوٹ کے لحاظ سے تقریر کرنا میرے لئے بڑا ہی مشکل ہوتا ہے اور میری کیفیت ایسی ہو جاتی ہے جسے اُردو میں ''گھبرا جانا'' کہتے ہیں اور انگریزی میں NERVAUS ہو جانا کہتے ہیں۔ مَیں نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے کہ اپنی دماغی کیفیت کے لحاظ سے مَیں ہمیشہ نروس ہو جاتا ہوں یا گھبرا جاتا ہوں۔ مجھے یاد ہے جب مَیں نے پہلی تقریر کی اور اس کے لئے کھڑا ہوا تو آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا اور کچھ دیر تک تو حاضرین مجھے نظر نہ آتے تھے اور یہ کیفیت تو پھر کبھی پیدا نہیں ہوئی لیکن یہ ضرور ہوتا ہے کہ ایک خاص وقت میں جس کی تفصیل مَیں آگے چل کر بیان کروں گا میرے دل میں ایک اضطراب سا پیدا ہو جاتا ہے لیکن وہ حالت اُس وقت تک ہوتی ہے جب تک کہ بجلی کا وہ کنکشن قائم نہیں ہوتا جو شروع دن سے کسی بالا طاقت کے ساتھ میرے دماغ کا ہو جایا کرتا ہے اور جب یہ دَور آ جاتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے مقرر اور لسّان جو اپنی اپنی زبانوں کے ماہر ہیں میرے سامنے بالکل ہیچ ہیں اور میرے ہاتھوں میں کھلونے کی طرح ہیں۔ جب مَیں پہلے پہل تقریر کے لئے کھڑا ہوا اور قرآن کریم سے آیات پڑھنے لگا تو مجھے الفاظ نظر نہ آتے تھے اور چونکہ وہ آیات مجھے یاد تھیں مَیں نے پڑھ دیں لیکن قرآن گو میرے سامنے تھا مگر اِس کے الفاظ مجھے نظر نہ آتے تھے اور جب مَیں نے آہستہ آہستہ تقریر شروع کی تو لوگ میری نظروں کے سامنے سے بالکل غائب تھے۔ اس کے بعد یکدم یوں معلوم ہوا کہ کسی بالا طاقت کے ساتھ میرے دماغ کا اتّصال ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب مَیں نے تقریر ختم کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یہ تقریر سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے قرآن کریم کے جو معارف بیان کئے ہیں باوجود اس کے کہ میں نے بڑی بڑی تفاسیر پڑھی ہیں اور میری لائبریری میں بعض نایاب تفاسیر موجود ہیں مگر یہ معارف نہ مجھے پہلے معلوم تھے اور نہ میں نے کہیں پڑھے ہیں۔ سو جب دَورانِ تقریر میں وہ کیفیت مجھ پر طاری ہوتی ہے تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ کَل دبائی گئی ہے اور اب اللہ تعالیٰ میرے دماغ میں ایسے معارف نازل کرے گا کہ جو میرے علم میں نہیں ہیں اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ قرآن شریف پڑھتے ہوئے بھی وہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ آج بھی وہ کیفیت شروع ہوئی تھی مگر اِس وقت جو ایڈریس پڑھے گئے ہیں اِن کو سن کر وہ دُور ہو گئی۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو دو شخص آپس میں لڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کے متعلق بتایا تھا کہ وہ کونسی رات ہے مگران کی لڑائی کو دیکھ کر وہ مجھے بھول گئی۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب رفع معرفۃ لیلۃ القدر)

اِسی طرح مجھ پر بھی وہ کیفیت طاری ہوئی تھی مگر اس کے بعد ایڈریس شروع ہوئے۔ ان میں سے بعض ایسی زبانوں میں تھے کہ نہ مَیں کچھ سمجھ سکا اور نہ آپ لوگ۔ اور مَیں نے محسوس کیا کہ یہ بناوٹ ہے اور منتظمین دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم میں ایسی ایسی زبانیں جاننے والے لوگ موجود ہیں اور اس ظاہرداری کو دیکھ کر میری طبیعت پر ایسا بُرا اثر ہوا کہ وہ کیفیت جاتی رہی۔ ہم لوگ تو اپنے جذبات کو دبانے کے عادی ہیں اور جن لوگوں نے بڑے کام کرنے ہوتے ہیں اُن کو یہ مشق کرنی پڑتی ہے۔ سرکاری افسروں کو دیکھ لو مثلاً تحصیلدار اور تھانیدار وغیرہ ہیں سب قِسم کے لوگ ان کے پاس آتے اور باتیں کرتے ہیں اور وہ سب کی باتیں سُنتے جاتے ہیں لیکن اس مجلس میں ایسے لوگ بھی تھے جو جذبات کو دبانے کے عادی نہیں اِس لئے اِن میں ایک بے چینی سی تھی اور وہ بھاگ رہے تھے اور یہ نظارہ میرے لئے تکلیف دِہ تھا اور اِس وجہ سے وہ کیفیت دُور ہو گئی۔ گو اَب میں اگر اِسی مضمون کو بیان کرنا شروع کر دوں تو وہ بٹن پھر دَب جائے گا مگر پہلے جو کچھ میرے ذہن میں تھا وہ اب یاد نہیں آ سکتا۔ بہرحال مجھے کچھ کہنا چاہئے اور اس کارروائی کے متعلق جہاں تک دُنیوی عقل کا تعلق ہے میں اَب بھی بیان کر سکتا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ہر ایک نمائندہ نے وعدہ کیا تھا کہ تین منٹ کے اندر اندر اپنا ایڈریس ختم کر دے گا لیکن سوائے اس ایڈریس کے جو ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے پیش کیا گیا اور کسی نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ پھر وہ جس طرح پیش کیا گیا ہے اِس میں حقیقی اِسلامی سادگی کا نمونہ نظر آتا ہے اور اِس لئے میں انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ محض چھاپ لینے کو مَیں سادگی کے خلاف نہیں سمجھتا۔ باقی جو ایڈریس پیش کئے گئے ہیں اِن میں سادگی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ حقیقی سادگی وہ ہوتی ہے جسے انسان ہر جگہ اور ہمیشہ نباہ سکے اور اِس کی قدردانی کے طور پر مَیں اِن سے وعدہ کرتا ہوں کہ اِن کا سارا ایڈریس پڑھوں گا۔

جب سے یہ خلافت جوبلی کی تحریک شروع ہوئی ہے میری طبیعت میں ہمیشہ ایک پہلو سے انقباض سا رہتا آیا ہے اور میں سوچتا رہا ہوں کہ جب ہم خود یہ تقریب منائیں تو پھر جو لوگ ''برتھ ڈے'' یا ایسی دیگر تقاریب مناتے ہیں اُنہیں کس طرح روک سکیں گے۔ اَب تک اِس کے لئے کوئی دلیل میری سمجھ میں نہیں آ سکی اور مَیں ڈرتا ہوں کہ اِس کے نتیجہ میں ایسی رسوم جماعت میں پیدا نہ ہو جائیں جن کو مٹانے کے لئے احمدیت آئی ہے۔ ہماری کامیابی اور فتح یہی ہے کہ ہم دین کو اُسی طرح دوبارہ قائم کر دیں جس طرح رسول کریم ﷺ اِسے لائے تھے اور ایسے رنگ میں قائم کر دیں کہ شیطان اس پر حملہ نہ کر سکے اور کوئی کھڑکی، کوئی روشن دان اور کوئی دَر اِس کے لئے کُھلا نہ رہنے دیں۔ اور جب سے یہ تقریب منانے کی تحریک شروع ہوئی ہے مَیں یہی سوچتا رہا ہوں کہ ایسا کرتے ہوئے ہم کوئی ایسا روشن دان تو نہیں کھول رہے کہ جس سے شیطان کو حملہ کا موقع مل سکے اور اس لحاظ سے مجھے شروع سے ہی ایک قسم کا انقباض سا رہا ہے کہ مَیں نے اس کی اجازت کیوں دی اور اس کے متعلق سب سے پہلے انشراحِ صدر مجھے مولوی جلال الدین صاحب شمس کا ایک مضمون الفضل میں پڑھ کر ہوا جس میں لکھا تھا کہ اِس وقت گویا ایک اور تقریب بھی ہے اور وہ یہ کہ سلسلہ کی عمر پچاس سال پوری ہوتی ہے۔ تب مَیں نے سمجھا کہ یہ تقریب کسی انسان کے بجائے سلسلہ سے منسوب ہو سکتی ہے اور اِس وجہ سے مجھے خود بھی اِس خوشی میں شریک ہونا چاہئے۔ دوسرا انشراح مجھے اِس وقت پیدا ہوا جب دُرِّثمین سے وہ نظم پڑھی گئی جو آمین کہلاتی ہے۔ اِس کو سُن کر مجھے خیال آیا کہ یہ تقریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کو بھی پورا کرنے کا ذریعہ ہے جو اِس میں بیان کی گئی ہے اور اِس کا منانا اِس لحاظ سے نہیں کہ یہ میری پچیس سالہ خلافت کے شکریہ کا اظہار ہے بلکہ اِس لئے کہ خدا تعالیٰ کی بات کے پورا ہونے کا ذریعہ ہے، نامناسب نہیں اور اِس خوشی میں مَیں بھی شریک ہو سکتا ہوں اور مَیں نے سمجھا کہ گو اپنی ذات کے لئے اِس کے منائے جانے کے متعلق مجھے انشراح نہ تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لحاظ سے انشراح ہو گیا۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک صحابی کے متعلق فرمایا تھا کہ مَیں نے دیکھا ہے اِس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کڑے ہیں۔ چنانچہ جب ایران فتح ہؤا اور وہ کڑے جو کسریٰ دربار کے موقع پر پہنا کرتا تھا غنیمت میں آئے تو حضرت عمرؓ نے اِس صحابی کو بُلایا اور باوجودیکہ اِسلام میں مردوں کے لئے سونا پہننا ممنوع ہے آپ نے اِسے فرمایا کہ یہ کڑے پہنو۔ حالانکہ خلفاء کا کام قیامِ شریعت ہوتا ہے نہ کہ اِسے مٹانا مگر جب اِس صحابی نے یہ کہا کہ سونا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ پہنو۔ ورنہ میں کوڑے لگاؤں گا۔

(اسد الغابۃ جلد2 صفحہ265-266)

اِسی طرح مَیں نے یہ خیال کیا کہ گویہ کڑے مجھے ہی پہنائے گئے ہیں مگر چونکہ اِس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے اِس لئے اِس کے منانے میں کوئی حرج نہیں اور اِس لئے میرے دل میں جو انقباض تھا وہ دُور ہو گیا اور میری نظریں اِس مجلس سے اُٹھ کر خدا تعالیٰ کی طرف چلی گئیں اور مَیں نے کہا ہمارا خدا بھی کیسا سچا خدا ہے۔

مجھے یاد آیا کہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اُس وقت میری ہستی ہی کیا تھی پھر وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا جب ہمارے نانا جان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت کی کہ آپ کو پتہ ہی نہیں یہ لڑکا کیسا نالائق ہے پڑھتا لکھتا کچھ نہیں اس کا خط کیسا خراب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے بلایا۔ مَیں ڈرتا اور کانپتا ہؤا گیا کہ پتہ نہیں یہ کیا فرمائیں گے۔ آپ نے مجھے ایک خط دیا کہ اِسے نقل کرو۔ مَیں نے وہ نقل کر کے دیا تو آپ نے حضرت خلیفہ اوّل کو جج کے طور پر بلایا اور فرمایا۔ میر صاحب نے شکایت کی ہے کہ یہ پڑھتا لکھتا نہیں اور کہ اِس کا خط بہت خراب ہے۔ مَیں نے اِس کا امتحان لیا ہے آپ بتائیں کیا رائے ہے؟ لیکن جیسا امتحان لینے والا نرم دل تھا ویسا ہی پاس کرنے والا بھی تھا۔ حضرت خلیفہ اوّل نے عرض کیا کہ حضور! میرے خیال میں تو اچھا لکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں اس کا خط کچھ میرے خط سے مِلتا جُلتا ہی ہے اور بس ہم پاس ہو گئے۔ ماسٹر فقیراللہ صاحب جو اَب پیغامیوں میں شامل ہیں ہمارے اُستاد تھے اور حساب پڑھایا کرتے تھے جس سے مجھے نفرت تھی۔ میری دماغی کیفیت کچھ ایسی تھی جو غالبًا میری صحت کی خرابی کا نتیجہ تھا کہ مجھے حساب نہیں آتا تھا ورنہ اَب تو اچھا آتا ہے۔ ماسٹر صاحب ایک دن بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ میں تمہاری شکایت کروں گا کہ تم حساب نہیں پڑھتے اور جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہہ بھی دیا۔ میں بھی چُپ کر کے کمرہ میں کھڑا رہا۔ حضور نے ماسٹر صاحب کی شکایت سُن کر فرمایا کہ اس نے دین کا کام ہی کرنا ہے اِس نے کونسی کسی دفتر میں نوکری کرنی ہے۔ مسلمانوں کے لئے جمع تفریق کا جاننا ہی کافی ہے وہ اِسے آتا ہے یا نہیں؟ ماسٹر صاحب نے کہا وہ تو آتا ہے۔ اس سے پہلے تو مَیں حساب کی گھنٹیوں میں بیٹھتا اور سمجھنے کی کوشش کرتا تھا مگر اس کے بعد مَیں نے وہ بھی چھوڑ دیا اور خیال کر لیا کہ حساب جتنا آنا چاہئے تھا مجھے آ گیا تو یہ میری حالت تھی جب یہ آمین لکھی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اِسے دین کی خدمت کی توفیق عطا کر۔

دُنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ سب بی۔اے اور ایم۔اے لائق نہیں ہوتے۔ لیکن جو لوگ لائق ہوتے ہیں وہ انہی میں سے ہوتے ہیں۔ سارے وکیل لائق نہیں ہوتے مگر جو ہوتے ہیں وہ انہی میں سے ہوتے ہیں۔ سب ڈاکٹر خدا تعالیٰ کی صفتِ شافی کے مظہر نہیں ہوتے مگر بہترین ڈاکٹر انہی میں سے ہوتے ہیں جنہوں نے ڈاکٹری کے امتحان پاس کئے ہوں۔ ہر زمیندار مٹی سے سونا نہیں بنا سکتا مگر جو بناتے ہیں انہی میں سے ہی ہوتے ہیں ترکھانوں میں سے نہیں۔ ہر ترکھان اچھی عمارت نہیں بنا سکتا مگر جو بناتے ہیں وہ ترکھانوں میں سے ہی ہوتے ہیں لوہاروں میں سے نہیں۔ پھر ہر انجینئر ماہرِ فن نہیں مگر جو ہوتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے۔ ہر معمار دہلی اور لاہور کی شاہی مسجد اور تاج محل نہیں بنا سکتا مگر اِن کے بنانے والے بھی معماروں میں سے ہی ہوتے ہیں کپڑا بُننے والوں میں سے نہیں ہوتے۔ پس ہر فن کا جاننے والا ماہر نہیں ہوتا مگر جو ماہر نکلتے ہیں وہ اِنہی میں سے ہوتے ہیں۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعا کی اُس وقت مَیں ظاہری حالات کے لحاظ سے اپنے اندر کوئی بھی اہلیت نہ رکھتا تھا لیکن اس وقت اِس آمین کو سُن کر مَیں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کی دعائیں سن لیں۔ جب یہ دعائیں کی گئیں مَیں معمولی رِیڈریں بھی نہیں پڑھ سکتا تھا مگر اَب خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہے کہ مَیں کسی علم کی کیوں نہ ہو انگریزی کی مشکل سے مشکل کتاب پڑھ سکتا ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور گو مَیں انگریزی لکھ نہیں سکتا مگر بی۔اے اور ایم۔اے پاس شُدہ لوگوں کی غلطیاں خوب نکال لیتا ہوں۔

دینی علوم میں مَیں نے قرآن کریم کا ترجمہ حضرت خلیفہ اوّل سے پڑھا ہے اور اِس طرح پڑھا ہے کہ اَور کوئی اِس طرح پڑھے تو کچھ بھی نہ سیکھ سکے۔ پہلے تو ایک ماہ میں آپ نے مجھے دو تین سیپارے آہستہ آہستہ پڑھائے اور پھر فرمایا میاں! آپ بیمار رہتے ہیں میری اپنی صحت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ آؤ کیوں نہ ختم کردیں اور مہینہ بھر میں سارا قرآن کریم مجھے ختم کرا دیا اور اللہ تعالیٰ کا فضل تھا پھر کچھ اُن کی نیت اور کچھ میری نیت ایسی مبارک گھڑی میں ملیں کہ وہ تعلیم ایک ایسا بیج ثابت ہوا جو برابر بڑھتا جا رہا ہے۔ اِس طرح بخاری آپ نے مجھے تین ماہ میں پڑھائی اور ایسی جلدی جلدی پڑھاتے کہ باہر کے بعض دوست کہتے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں اگر کوئی سوال کرتا تو آپ فرماتے پڑھتے جاؤ اللہ تعالیٰ خود سب کچھ سمجھا دے گا۔ حافظ روشن علی مرحوم کو کُریدنے کی بہت عادت تھی اور اُن کا دماغ بھی منطقی تھا۔ وہ درس میں شامل تو نہیں تھے مگر جب مجھے پڑھتے دیکھا تو آکر بیٹھنے لگے اور سوالات دریافت کرتے۔ اُن کو دیکھ کر مجھے بھی جوش آیا اور مَیں نے اُسی طرح سوالات پوچھنے شروع کردیئے۔ ایک دو دن تو آپ نے جواب دیا اور پھر فرمایا تم بھی حافظ صاحب کی نقل کرنے لگے ہو مجھے جو کچھ آتا ہے وہ خود بتا دوں گا بُخل نہیں کروں گا اور باقی اللہ تعالیٰ خود سمجھا دے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں سب سے زیادہ فائدہ مجھے اِسی نصیحت نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود سمجھا دے گا۔ یہ ایک کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ میرے ہاتھ آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسا سمجھایا ہے کہ میں غرور تو نہیں کرتا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ حالت ہے کہ میں کوئی کتاب یا کوئی تفسیر پڑھ کر مرعوب نہیں ہوتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو کچھ مجھے ملا ہے اُن کو نہیں ملا۔ بیس بیس جلدوں کی تفسیریں ہیں مگر مَیں نے کبھی اِن کو بِالاستیعاب دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور اِن کے مطالعہ میں مجھے کبھی لذت محسوس نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کریم کے چھوٹے سے لفظ میں ایسے مطالب سکھا دیتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں مَیں اِن کتابوں کے مطالعہ میں کیوں وقت ضائع کروں اور کبھی کوئی مسئلہ وغیرہ دیکھنے کے لئے کبھی ان کو دیکھتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اِس مقام سے بہت دُور کھڑے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے اور یہ سب اس کا فضل ہے ورنہ بظاہر میں نے دنیا میں کوئی علم حاصل نہیں کیا حتّٰی کہ اپنی زبان تک بھی صحیح نہیں سیکھی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو قبول کر کے اُس نے مجھے ایک ایسا گُر بتا دیا کہ جس سے مجھے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت حاصل ہو جاتی ہے۔ مَیں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ مَیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ہتھیار کی مانند ہوں اور مَیں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ کوئی چیز چاہیئے اور اُس نے مجھے نہ دی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ اِس سے ہر اندھیرا دُور ہو۔ دشمنوں کی طرف سے مجھ پر کئی حملے کئے گئے، اعتراضات کئے گئے اور کہا کہ ہم خلافت کو مٹا دیں گے اور یہی وہ اندھیرا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے دُور کر دیا اور خلافت جوبلی کی تقریب منانے کے متعلق میرے دل میں جو انقباض تھا وہ اِس وقت یہ نظم سُن کر دُور ہو گیا اور میں نے سمجھا کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا اظہار ہو رہا ہے۔ دشمنوں نے کہا کہ ہم جماعت کو پھرا لیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اور بھی زیادہ لوگوں کو لائیں گے اور جب ہم روشن کرنا چاہیں تو کوئی اندھیرا رہ نہیں سکتا اور اِس طرح اِس تقریب کے متعلق میرے دل میں جو انقباض تھا وہ یہ نظارہ دیکھ کر دُور ہو گیا ورنہ مجھے تو شرم آتی ہے کہ میری طرف یہ تقریب منسوب ہو مگر ہمارے سب کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اِس کے ذریعہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی باتیں پوری ہوتی ہیں اِس لئے اِس کے منانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہیں اگر وہ نہ کرتا تو نہ مجھ میں طاقت تھی اور نہ آپ میں، نہ میرے علم نے کوئی کام کیا اور نہ آپ کی قربانی نے۔ جو کچھ ہوُا خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوُا اور ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نشان دکھایا۔ دنیا نے چاہا کہ ہمیں مٹا دیں مگر خدا تعالیٰ نے نہ مٹایا اور یہ نظارہ دیکھ کر میرے دل میں جو انقباض تھا وہ سب دُور ہو گیا۔ اس لئے جن دوستوں نے اِس تقریب پر اپنی انجمنوں کی طرف سے ایڈریس پڑھے ہیں مثلاً چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب، پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب، حکیم خلیل احمد صاحب، چوہدری ابوالہاشم خان صاحب، حاجی جنود اللہ صاحب اِسی طرح دمشق، جاوا، سماٹرا اور علی گڑھ اور بعض دوسری جگہوں کے دوستوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے پھر بعض ہندو صاحبان نے بھی اس موقع پر خوشی کا اظہار کیا ہے میں اِن سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اِن سب کو جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ کہتا ہوں اور یہ ایسی دُعا ہے کہ جس میں سارے ہی شکریے آ جاتے ہیں۔ پس میں اِن دوستوں کا اور اِن کے ذریعہ اِن کی تمام جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ کہتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ میرے زندگی کے اور جو دن باقی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دین کی خدمت، اسلام کی تائید اور اِس کے غلبہ اور مضبوطی کے لئے صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا جب اُس کے حضور پیش ہونے کا موقع ملے تو شرمندہ نہ ہوں اور کہہ سکوں کہ تو نے جو خدمت میرے سپرد کی تھی تیری ہی توفیق سے مَیں نے اِسے ادا کر دیا۔ پھر میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنے فضل نازل کرے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں سے جس کے دل میں بھی کوئی کمزوری ہو اُسے دُور کرے، اخلاص میں مضبوط کرے اور ہماری زندگیوں کو اپنے لئے وقف کر دے۔ ہماری زندگیوں کو بھی خوشگوار بنائے اور ہماری موتوں کو بھی تا جب جنتی سُنیں تو خوش ہوں کہ اور پاکیزہ روحیں ہمارے ساتھ شامل ہونے کے لئے آ رہی ہیں''۔

اِس کے بعد حضرت میر محمد اسحاق صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور کہا کہ پروگرام میں اِس وقت میری کوئی تقریر نہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم آمین کے (جو ابھی پڑھی گئی ہے) ایک شعر کے متعلق مَیں مختصراً کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اِس وقت جماعت کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں ایک حقیر سی رقم پیش کی جانے والی ہے جس سے حضور کی وہ دُعا کہ ''دے اِس کو عمر و دولت'' کی قبولیت بھی ظاہر ہو گی۔ آج ہم حضور کی خلافت پر پچیس سال گزرنے پر حضور کی خدمت میں حقیر سی رقم پیش کرتے ہیں اور مَیں آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ تشریف لا کر یہ رقم حضور کی خدمت میں پیش کریں۔

اِس کے بعد جناب چوہدری صاحب نے چیک کی صورت میں یہ رقم پیش کی اور کہا حضور اِسے قبول فرمائیں اور جس رنگ میں پسند فرمائیں اِسے استعمال کریں اور حضور مجھے اجازت دیں کہ مَیں دوستوں کے نام پڑھ کر سُنا دوں جنہوں نے اِس فنڈ میں نمایاں حصہ لیا ہے تا حضور خصوصیت سے اِن کے لئے دُعا فرمائیں۔ اور حضور کی اجازت سے جناب چوہدری صاحب نے وہ نام پڑھ کر سُنائے۔

اِس کے بعد حضور نے فرمایا:۔

''مَیں نے جو کہا تھا کہ جس وقت آمین پڑھی جا رہی تھی میرے دل میں ایک تحریک ہوئی تھی وہ دراصل یہ مصرع تھا جس کا ذکر میر صاحب نے کیا ہے مگر چونکہ ابھی تک وہ رقم مجھے نہ دی گئی تھی اِس لئے مَیں نے مناسب نہ سمجھا کہ پہلے ہی اِس کا ذکر کروں۔ اِس کے لئے میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری حقیقی دولت تو دین ہی ہے۔ دین کے بغیر دولت کوئی چیز نہیں اور اگر دین ہو اور دولت نہ ہو تو بھی ہم خوش نصیب ہیں۔ مجھے یہ علم پہلے سے تھا کہ یہ رقم مجھے اِس موقع پر پیش کی جائے گی اور اِس دَوران میں مَیں یہ غور بھی کرتا رہا ہوں کہ اِسے خرچ کِس طرح کیا جائے لیکن بعض دوست بہت جلد باز ہوتے ہیں اور وہ اس عرصہ میں مجھے کئی مشورے دیتے رہے کہ اِسے یوں خرچ کیا جائے اور فلاں کام پر صَرف کیا جائے یہ بات مجھے بہت بُری لگتی تھی کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ ایک طرف تو اِس کا نام تحفہ رکھا جاتا ہے اور دوسری طرف اِس کے خرچ کرنے کے متعلق مجھے مشورے دیئے جا رہے ہیں اگر یہ تحفہ ہے تو اِس سے مجھے اتنی تو خوشی حاصل ہونی چاہیئے کہ مَیں نے اِسے اپنی مرضی سے خرچ کیا ہے۔ بہر حال میں اِس امر پر غور کرتا رہا ہوں کہ اِسے کس طرح خرچ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ اِس سے برکاتِ خلافت کے اظہار کا کام لیا جائے۔ یہ امر ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اِس کام کے کرنے والے تھے جو آپ کے اپنے کام تھے یعنی یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ (سورۃ الجمعۃ:3)

قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کے چار کام بیان کئے گئے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نشان بیان کرتا ہے، اِن کا تزکیہ کرتا، اِن کو کتاب پڑھاتا اور حکمت سکھاتا ہے۔ کتاب کے معنے کتاب اور تحریر کے بھی ہیں اور حکمت کے معنی سائنس کے بھی اور قرآن کریم کے حقائق و معارف اور مسائلِ فقہ کے بھی ہیں۔ پھر مَیں نے خیال کیا کہ خلیفہ کا کام استحکامِ جماعت بھی ہے اِس لئے اِس روپیہ سے یہ کام بھی کرنا چاہیئے۔ بے شک بعض کام جماعت کر بھی رہی ہے مگر یہ چونکہ نئی چیز ہے اِس سے نئے کام ہونے چاہئیں اور اِس پر غور کرنے کے بعد مَیں نے سوچا کہ ابھی کچھ کام اِس سلسلہ میں ایسے ہیں کہ جو نہیں ہو رہے۔ مثلاً یہ نہیں ہو رہا کہ غیر مُسلموں کے آگے اسلام کو ایسے رنگ میں پیش کیا جائے کہ وہ اِس طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ مَیں نے اِرادہ کیا کہ یہ سلسلہ پہلے ہندوستان میں اور پھر بیرونِ ممالک میں شروع کیا جائے اور اِس غرض سے ایک، چار یا آٹھ صفحہ کا ٹریکٹ لکھا جائے جسے لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کی مختلف زبانوں میں چھپوا کر شائع کیا جائے۔ اِس وقت تک اِن زبانوں میں ہمارا تبلیغی لٹریچر کافی تعداد میں شائع نہیں ہوا۔ اُردو کے بعد میرا خیال ہے سب سے زیادہ اِس ٹریکٹ کی اشاعت ہندی میں ہونی چاہیئے۔ ابھی تک یہ سکیم مَیں نے مکمل نہیں کی۔ فوری طور پر اِس کا خاکہ ہی میرے ذہن میں آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کم سے کم ایک لاکھ اشتہار یا ہینڈ بل وغیرہ اذان اور نماز کی حقیقت اور فضیلت پر شائع کئے جائیں تا ہندوؤں کو سمجھایا جا سکے کہ جس وقت آپ لوگ مساجد کے سامنے سے باجہ بجاتے ہوئے گزرتے ہیں تو مسلمان یہ کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ بات معقول رنگ میں ان کے سامنے پیش کی جائے کہ مسلمان تو یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور آپ اُس وقت ڈھول کے ساتھ ڈَم ڈَم کا شور کرتے ہیں۔ آپ سوچیں کہ کیا یہ وقت اِس طرح شور کرنے کیلئے مناسب ہوتا ہے؟ جب یہ آواز بلند ہو رہی ہو کہ خدا تعالیٰ سب سے بڑا ہے تو اُس وقت چُپ ہو جانا چاہیئے یا ڈھول اور باجہ کے ساتھ شور مچانا چاہیئے؟ تو اِن کو ضرور سمجھ آ جائے گی کہ اِن کی ضد بے جا ہے اور اِس طرح اِس سے ہندو مسلمانوں میں صلح و اتحاد کا دروازہ بھی کُھل جائے گا۔ تعلیم یافتہ غیر مُسلم اب بھی اِن باتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

اِسی طرح میں نے جلسہ ہائے سیرت کی جو تحریک شروع کی ہوئی ہے اِسے بھی وسعت دینی چاہیئے یہ بھی بہت مفید تحریک ہے اور سیاسی لیڈر بھی اِسے تسلیم کرتے ہیں۔ بابو بپن چندر پال


## THOMPSON & CO SOLICITORS
## New Office in Morden

**Consult us for your legal requirements**

**such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.**

**Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby** (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

*Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921*

کانگرس کے بہت بڑے لیڈروں میں سے ہیں انہوں نے اِن جلسوں کے متعلق کہا تھا کہ یہ ہندو مُسلم اتحاد کے لئے بہترین تجویز ہے اور مَیں اِن جلسوں کو سیاسی جلسے کہتا ہوں اِس لئے کہ اِن کے نتیجہ میں ہندو مسلم ایک ہو جائیں گے اور اِس طرح دونوں قوموں میں اتحاد کا دروازہ کُھل جائے گا۔ میرا ارادہ ہے کہ ایسے اشتہار ایک لاکھ ہندی میں، ایک لاکھ گورمکھی میں، پچاس ہزار تامل میں اور اِسی طرح مختلف زبانوں میں بکثرت شائع کئے جائیں اور ملک کے ایک سِرے سے دوسرے سِرے تک اسلام کے موٹے موٹے مسائل غیر مُسلموں تک پہنچا دیئے جائیں۔ اشتہار ایک صفحہ، دوصفحہ یا زیادہ سے زیادہ چار صفحہ کا ہو اور کوشش کی جائے کہ ہر شخص تک اِسے پہنچا دیا جائے اور زیادہ نہیں تو ہندوستان کے 33 کروڑ باشندوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک اشتہار پہنچ جائے یہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اِسی طرح میرا اِرادہ ہے کہ ایک چھوٹا سا مضمون چار یا آٹھ صفحات کا مسلمانوں کیلئے لکھ کر ایک لاکھ شائع کیا جائے جس میں مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کے دعاوی سے آگاہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ آپ نے آ کر کیا پیش کیا ہے تا لوگ غور کر سکیں۔ پہلے یہ کام چھوٹے پیمانہ پر ہوں مگر کوشش کی جائے کہ آہستہ آہستہ اِن کو وسیع کیا جائے۔

مَیں چاہتا ہوں کہ اِس رقم کو ایسے طور پر خرچ کیا جائے کہ اِس کی آمد میں سے خرچ ہوتا رہے اور سرمایہ محفوظ رہے۔ جیسے تحریک جدید کے فنڈ کے متعلق میں کوشش کر رہا ہوں تا کسی سے پھر چندہ مانگنے کی ضرورت نہ پیش آئے۔ اِس میں دینی تعلیم جو خلفاء کا کام ہے وہ بھی آ جائے گی۔ پھر آرٹ اور سائنس کی تعلیم نیز غرباء کی تعلیم و ترقی بھی خلفاء کا اہم کام ہے۔ ہماری جماعت کے غرباء کی اعلیٰ تعلیم کے لئے فی الحال انتظامات نہیں ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کُند ذہن لڑکے جن کے ماں باپ استطاعت رکھتے ہیں تو پڑھ جاتے ہیں مگر ذہین بوجہ غربت کے رہ جاتے ہیں۔ اِس کا نتیجہ ایک یہ بھی ہے کہ ملک کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ اِس لئے مَیں چاہتا ہوں کہ اِس رقم سے اِس کا بھی انتظام کیا جائے اور مَیں نے تجویز کی ہے کہ اِس کی آمد سے شروع میں فی الحال ہر سال ایک ایک وظیفہ مستحق طلباء کو دیا جائے۔ پہلے سال مڈل سے شروع کیا جائے۔ مقابلہ کا امتحان ہو اور جو لڑکا اوّل رہے اور کم سے کم ستّر فی صدی نمبر حاصل کرے اسے انٹرنس تک بارہ روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائے اور پھر انٹرنس میں اوّل، دوم اور سوم رہنے والوں کو تیس روپیہ ماہوار، جو ایف۔اے میں یہ امتیاز حاصل کریں انہیں 45 روپے ماہوار اور پھر جو بی۔اے میں اوّل آئے اِسے 60 روپے ماہوار دیا جائے اور تین سال کے بعد جب اِس فنڈ سے آمد شروع ہو جائے تو احمدی نوجوانوں کا مقابلہ کا امتحان ہو اور پھر جو لڑکا اوّل آئے اُسے انگلستان یا امریکہ میں جا کر تعلیم حاصل کرنے کے لئے اڑھائی سَو روپیہ ماہوار تین سال کے لئے امداد دی جائے۔ اِس طرح غرباء کی تعلیم کا انتظام ہو جائے گا اور جوں جوں آمد بڑھتی جائے گی اِن وظائف کو ہم بڑھاتے رہیں گے۔ کئی غرباء اِس لئے محنت نہیں کرتے کہ وہ سمجھتے ہیں ہم آگے تو پڑھ نہیں سکتے خواہ مخواہ کیوں مشقت اُٹھائیں لیکن اِس طرح جب اِن کے لئے ترقی کا امکان ہوگا تو وہ محنت سے تعلیم حاصل کریں گے۔ مڈل میں اوّل رہنے والوں کیلئے جو وظیفہ مقرر ہے وہ صرف تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طلباء کے لئے ہی مخصوص ہوگا کیونکہ سب جگہ مڈل میں پڑھنے والے احمدی طلباء میں مقابلہ کے امتحان کا انتظام ہم نہیں کر سکتے۔ یونیورسٹی کے امتحان میں امتیاز حاصل کرنے والا خواہ کسی یونیورسٹی کا ہو وظیفہ حاصل کر سکے گا۔ ہم صرف زیادہ نمبر دیکھیں گے کسی یونیورسٹی کا فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ رہنے والا طالب علم بھی اِسے حاصل کر سکے گا اور اگر کسی بھی یونیورسٹی کا کوئی احمدی طالب علم یہ امتیاز حاصل نہ کر سکے تو جس کے بھی سب سے زیادہ نمبر ہوں اُسے یہ وظیفہ دے دیا جائے گا۔ انگلستان یا امریکہ میں حصولِ تعلیم کے لئے جو وظیفہ مقرر ہے اِس کے لئے ہم سارے ملک میں اعلان کر کے جو بھی مقابلہ میں شامل ہونا چاہیں ان کا امتحان لیں گے اور جو بھی فرسٹ رہے گا اُسے یہ وظیفہ دیا جائے گا۔

وَیُزَکِّیْھِم کے ایک معنی ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف لے جانے کے بھی ہیں اور اِس طرح اِس میں اقتصادی ترقی بھی شامل ہے اس کی فی الحال کوئی سکیم میرے ذہن میں نہیں مگر میرا ارادہ ہے کہ انڈسٹریل تعلیم کا کوئی معقول انتظام بھی کیا جائے تا پیشہ وروں کی حالت بھی بہتر ہو سکے۔ اِسی طرح ایگریکلچرل تعلیم کا بھی ہو، تا زمینداروں کی حالت بھی درست ہو سکے۔

خلفاء کا ایک کام مَیں سمجھتا ہوں اِس عہدہ کا استحکام بھی ہے۔ میری خلافت پر شروع سے ہی پیغامیوں کا حملہ چلا آتا ہے مگر ہم نے اِس کے مقابلہ کے لئے کَماحقّہٗ توجہ نہیں کی۔ شروع میں اِس کے متعلق کچھ لٹریچر پیدا کیا تھا مگر اَب وہ ختم ہو چکا ہے۔ پس اِس فنڈ سے اِس قوم کی ہدایت کے لئے بھی جدوجہد کی جانی چاہئے اور اِس کے لئے بھی کوئی سکیم مَیں تجویز کروں گا۔ ہماری جماعت میں بعض لوگ اچھا لکھتے ہیں مَیں نے الفضل میں اِن کے مضامین پڑھے ہیں اِن سے فائدہ اُٹھانے کی کوئی صورت کی جائے گی۔

پس یہ خلفاء کے چار کام ہیں اور انہی پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ پہلے اِسے کسی نفع مند کام میں لگا کر ہم اِس سے آمد کی صورت پیدا کریں گے اور پھر اِس آمد سے یہ کام شروع کریں گے۔ ایک تو ایسا اُصولی لٹریچر شائع کریں گے کہ جس سے ہندو، سکھ اسلامی اُصول سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ اب تک ہم نے اِن کی طرف پوری طرح توجہ نہیں کی حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات سے پتہ لگتا ہے کہ اِن لوگوں کے لئے بھی ہدایت مقدر ہے۔ مثلاً آپ کا ایک الہام ہے کہ ’’آریوں کا بادشاہ‘‘ (تذکرہ صفحہ 381 ایڈیشن چہارم)۔ ایک ہے ’’جے سنگھ بہادر‘‘۔ ’’ہے کرشن رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے‘‘ (تذکرہ صفحہ 380 ایڈیشن چہارم) مگر ہم نے ابھی تک اِن کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ پس اَب اِن کے لئے لٹریچر شائع کرنا چاہئے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ یہ اتنا مختصر ہو کہ اِسے لاکھوں کی تعداد میں شائع کر سکیں۔ پھر ایک حصہ مسلمانوں میں تبلیغ پر خرچ کیا جائے۔ ایک آرٹ، سائنس، انڈسٹری اور زراعت وغیرہ کی تعلیم پر اور ایک حصہ نظامِ سلسلہ پر دشمنوں کے حملہ کے مقابلہ کے لئے۔ آہستہ آہستہ کوشش کی جائے کہ اِس کی آمد میں اضافہ ہوتا رہے اور پھر اِس آمد سے یہ کام چلائے جائیں۔ اِس روپیہ کو خرچ کرنے کے لئے یہ تجویزیں ہیں۔ اِس کے بعد میں جھنڈے کے نصب کرنے کا اعلان کرتا ہوں منتظمین اِس کے لئے سامان لے آئیں۔

جھنڈا نصب کرنے کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کانگرس کی رسم ہے لیکن اِس طرح تو بہت سی رسمیں کانگرس کی نقل قرار دینی پڑیں گی۔ کانگرسی جلسے بھی کرتے ہیں اِس لئے یہ جلسہ بھی کانگرس کی نقل ہوگی۔ گاندھی جی دودھ پیتے ہیں دودھ پینا بھی اِن کی نقل ہوگی اور اِس اصل کو پھیلاتے پھیلاتے یہاں تک پھیلانا پڑے گا کہ مسلمان بہت سی اچھی باتوں سے محروم رہ جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کانگرس کی نقل نہیں۔ رسول کریم ﷺ نے خود جھنڈا باندھا اور فرمایا کہ یہ مَیں اُسے دوں گا جو اِس کا حق ادا کرے گا۔ (مسند احمد بن حنبل صفحہ 353 المکتب الاسلامی بیروت)

پس یہ کہنا کہ یہ بدعت ہے تاریخ اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ جھنڈا لہرانا ناجائز نہیں ہاں البتہ اِس ساری تقریب میں مَیں ایک بات کو برداشت نہیں کر سکا اور وہ ایڈریسوں کا چاندی کے خولوں وغیرہ میں پیش کرنا ہے اور چاہے آپ لوگوں کو تکلیف ہو مَیں حُکم دیتا ہوں کہ اِن سب کو بیچ کر قیمت جوبلی فنڈ میں دے دی جائے۔

پس جھنڈا رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے اور لڑائی وغیرہ کے مواقع پر اِس کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تو جہاد سے ہی منع کر دیا ہے پھر جھنڈے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر مَیں کہوں گا کہ اگر لوہے کی تلوار کے ساتھ جہاد کرنے والوں کے لئے جھنڈا ضروری ہے تو قرآن کی تلوار سے لڑنے والوں کے لئے کیوں نہیں۔ اگر اَب ہم لوگ کوئی جھنڈا معیّن نہ کریں گے تو بعد میں آنے والے ناراض ہوں گے اور کہیں گے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ ہی جھنڈا بنا جاتے تو کیا اچھا ہوتا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے ایک مجلس میں یہ سُنا ہے کہ ہمارا ایک جھنڈا ہونا چاہئے۔ جھنڈا لوگوں کے جمع ہونے کی ظاہری علامت ہے اور اِس سے نوجوانوں کے دلوں میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود۔‘‘ یعنی میرے جھنڈے کی پناہ ہر سعید کو حاصل ہوگی اور اِس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ ہم اپنا جھنڈا نصب کریں تا سعید روحیں اس کے نیچے آ کر پناہ لیں۔ یہ ظاہری نشان بھی بہت اہم چیزیں ہوتی ہیں۔

جنگِ جمل میں حضرت عائشہؓ ایک اُونٹ پر سوار تھیں دشمن نے فیصلہ کیا کہ اُونٹ کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں تو آپ نیچے گِر جائیں اور آپ کے ساتھی لڑائی بند کر دیں لیکن جب آپ کے ساتھ والے صحابہ نے دیکھا کہ اس طرح آپ گِر جائیں گی تو گو آپ دین کا ستون نہ تھیں مگر بہرحال رسول کریم ﷺ کی محبت کی مظہر تھیں اس لئے صحابہ نے اپنی جانوں سے ان کے اونٹ کی حفاظت کی اور تین گھنٹہ کے اندر اندر ستّر جلیل القدر صحابی کٹ کر گِر گئے۔ (تاریخ طبری جلد 5 صفحہ 575 مطبوعہ بیروت 1987ء)

قربانی کی ایسی مثالیں دِلوں میں جوش پیدا کرتی ہیں۔ پس جھنڈا نہایت ضروری ہے اور بجائے اس کے کہ بعد میں آ کر کوئی بادشاہ اِسے بنائے یہ زیادہ مناسب ہے کہ یہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں اور موعودہ خلافت کے زمانہ میں بن جائے۔ اگر اب کوئی جھنڈا نہ بنے تو بعد میں کوئی جھنڈا کسی کیلئے سند نہیں ہو سکتا۔ چینی کہیں گے ہم اپنا جھنڈا بناتے ہیں اور جاپانی کہیں گے اپنا اور اس طرح ہر قوم اپنا اپنا جھنڈا ہی آگے کرے گی۔ آج یہاں عرب، سماٹری، انگریز سب قوموں کے نمائندے موجود ہیں ایک انگریز نومُسلمہ آئی ہوئی ہیں اور انہوں نے ایڈریس بھی پیش کیا ہے۔ جاوا، سماٹرا کے نمائندے بھی ہیں، افریقہ کے بھی ہیں انگریز گویا یورپ اور ایشیا کے نمائندے ہیں۔ افریقہ کا نمائندہ بھی ہے امریکہ والوں کی طرف سے بھی تار آ گیا ہے اور اِس لئے جو جھنڈا آج نصب ہوگا اِس میں سب قومیں شامل سمجھی جائیں گی اور وہ جماعت کی شوکت کا نشان ہوگا اور یہی مناسب تھا کہ جھنڈا ابھی بن جاتا تا بعد میں اِس کے متعلق کوئی اختلافات پیدا نہ ہوں۔ پھر یہ رسول کریم ﷺ کی سنت بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک شعر کو بھی پورا کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح دمشق کے منارۂ شرقی پر اُترے گا۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے وہ مینارہ بنوایا تا رسول کریم ﷺ کی بات ظاہری رنگ میں بھی پوری ہو اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں یہ جھنڈا بنانے کی توفیق دی کہ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر ظاہری رنگ میں بھی پورا ہوتا ہے اور اِس وجہ سے کہ ہم لوگوں کو باطن کا بھی خیال رہے اور یہ محض ظاہری رسم ہی نہ رہے مَیں نے ایک اقرار نامہ تجویز کیا ہے پہلے مَیں اِسے پڑھ کر سُنا دیتا ہوں اِس کے بعد میں کہتا جاؤں گا اور دوست اِسے دُہراتے جائیں۔ اقرار نامہ یہ ہے:

’’مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اسلام اور احمدیت کے قیام، اس کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کیلئے آخر دم تک کوشش کرتا رہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اِس امر کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کروں گا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے اور اِس کا جھنڈا کبھی سَرنگوں نہ ہو بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اُونچا اُڑتا رہے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

(انوار العلوم جلد 15 صفحہ 427 تا 440)

# مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی نیشنل علمی ریلی

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو 28/ مارچ 2009ء بروز ہفتہ بیت السبوح ،فرینکفرٹ میں نیشنل علمی ریلی 2009ء منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس علمی ریلی میں مقابلہ تقریر اردو، مقابلہ تقریر جرمن، مقابلہ ترانہ اور کوئز کے مقابلہ جات شامل تھے۔

مقابلہ تقاریر اردو و جرمن کے لئے درج ذیل عناوین مقرر کئے گئے تھے:

''آنحضرت ﷺ کی سادہ زندگی''۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول''۔

''عورتوں سے حُسنِ سلوک کے متعلق اسلامی تعلیم''۔

''لغویات سے اعراض''۔

''خدام الحمدیہ کے قیام کی غرض وغایت''۔

مقابلہ کوئز کا نصاب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ فرمودہ نومبر 2008ء تا جنوری 2009ء ۔ خطبہ عید الاضحیٰ 2008ء اور کتابچہ دینی معلومات پر مشتمل تھا۔ جبکہ مقابلہ ترانے کے لئے MTA پر چلنے والے ترانوں میں سے کوئی ایک ترانہ۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے نئے سال 09-2008ء کے آغاز میں ہی محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے مہتمم تعلیم کو ناظمِ اعلیٰ نیشنل علمی ریلی مقرر فرمایا۔ بعدہٗ ناظمِ اعلیٰ نے سترہ رکنی انتظامی کمیٹی تشکیل دی ۔ جنوری میں ناظمِ اعلیٰ، سیکرٹری کمیٹی اور نائب ناظمینِ اعلیٰ کی میٹنگ میں بنیادی امور طے کئے گئے اور ناظمین کو ان کی ذمہ داری سے آگاہ کیا گیا۔ پروگرام کی ہر لحاظ سے کامیابی کے لئے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں دعائیہ خط تحریر کیا گیا۔

چونکہ نیشنل علمی ریلی میں مقابلہ تقاریر میں ہر ریجن سے دو دو خدام اور کوئز اور ترانہ کے لئے ریجنل ٹیموں نے حصہ لینا تھا۔ جن کا انتخاب ریجنل سطح پر علمی ریلیز منعقد کر کے کیا جانا تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں ریجنل قائدین کے ساتھ رابطے کر کے اس بارہ میں تواریخ لی گئیں اور اس طرح یہ ریجنل کوالیفائنگ ریلیز 15/فروری تا 15/ مارچ 2009ء منعقد ہوئیں اور خدام کو منتخب کیا گیا جنہوں نے نیشنل علمی ریلی میں حصہ لیا۔

ریلی کے انعقاد کے لئے وقارِ عمل کا آغاز 27/ مارچ 2009ء بروز جمعہ دن 11:00 بجے کیا گیا جس میں ایک ہال کو افتتاحی واختتامی تقریب کے لئے آراستہ کیا گیا اور مقابلہ کوئز اسی ہال میں منعقد ہوا۔ جبکہ مقابلہ تقاریر اردو کے لئے مردانہ مسجد، مقابلہ تقاریر جرمن کے لئے لجنہ کی مسجد اور مقابلہ ترانہ کے لئے طاہر ہال (ایوانِ خدمت) میں انتظام کیا گیا تھا ۔ یہ وقارِ عمل رات 2:00 بجے تک جاری رہا ۔وقارِ عمل کے آغاز سے قبل سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خط تحریر کیا گیا۔

28/ مارچ 2009ء کو صبح 9 بجے رجسٹریشن کا آغاز ہوا ۔ جرمنی بھر سے مقابلہ جات میں حصہ لینے والے خدام کے علاوہ دیگر خدام نے بھی بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ 10 بجے افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا جس کی صدارت نیشنل امیر صاحب جماعتِ احمدیہ جرمنی نے فرمائی ۔ تلاوتِ قرآنِ کریم کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے عہد دہرایا ۔ بعد ازاں نظم کے بعد محترم نیشنل امیر صاحب نے خدام کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ آپ کے خطاب کے بعد مکرم سیکرٹری صاحب نیشنل علمی ریلی نے مختصر ہدایات دیں جس کے بعد محترم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی دعا کے بعد مقابلہ جات کا مقررہ جگہوں پر ابتدائی دور کا آغاز ہوا جس میں حصہ لینے والے خدام کا جوش وخروش دیدنی تھا۔ مقابلہ جات کا ابتدائی دور بعد دوپہر 13:00 بجے تک جاری رہا۔ جس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے کے بعد 14:00 بجے نمازِ ظہر وعصر ادا کی گئی ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد بڑے ہال میں تمام مقابلہ جات کے فائنل منعقد ہوئے جو کہ بالترتیب کوئز، تقریر اردو، تقریر جرمن اور ترانہ منعقد ہوئے ۔ یہاں اس امر کی وضاحت مناسب ہوگی کہ فائنل مقابلہ جات کے لئے ابتدائی دور میں مقابلہ تقاریر میں پہلی پانچ پوزیشن حاصل کرنے والے خدام، مقابلہ کوئز میں پہلی چار پوزیشن والی ٹیموں اور مقابلہ ترانہ کے لئے پہلی پانچ پوزیشن والی ٹیموں نے حصہ لینا تھا۔ چونکہ فائنل مقابلہ جات ایک ہی جگہ منعقد ہو رہے تھے لہٰذا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

شام 17:45 بجے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی زیرِ صدارت اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا ۔ اختتامی خطاب میں محترم صدر مجلس نے خدام کو نصائح فرمائیں۔ اختتامی خطاب کے بعد اوّل، دوم اور سوم آنے والے خدام و ٹیموں میں مکرمی و محترمی سعید گیسلر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے انعامات تقسیم کیے۔ تقسیم انعامات کے بعد دعا کے ساتھ یہ بابرکت تقریب و نیشنل علمی ریلی 2009ء اپنے اختتام کو پہنچی۔

اس ریلی میں 120 حصہ لینے والے خدام سمیت مجموعی طور پر 450 خدام، 6 اطفال اور 20 انصار شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے دوررس نیک نتائج ظاہر فرمائے اور ہمیں حقیقی رنگ میں خدامِ احمدیت بنائے ،زیادہ سے زیادہ مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں جماعت کے لئے مفید وجود بننے کی توفیق عطا کرے۔ آمین


MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269


# Liphook میں امن کانفرنس کا انعقاد

(رپورٹ :شیخ طارق محمود۔ صدر جماعت روہمپٹن)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں جماعت احمدیہ برطانیہ شہروں کے ساتھ ساتھ دیہات میں بھی دعوت اسلام کے ایک منصوبہ پر کام کر رہی ہے اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ روہیمپٹن (Roehampton) کے زیر اہتمام East Hampshire کے گاؤں Liphook میں ایک امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ کانفرنس 8/فروری 2009ء بروز اتوار سوا تین بجے مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر UK کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی ۔جس کے بعد مکرم نصیر دین صاحب امیر لنڈن ریجن نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف پیش کیا۔ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے "Love for Mankind" کے موضوع پر خطاب فرمایا ۔ آپ نے قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ پیش کیا کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ محبت، شفقت اور رحمت تھا۔ اس کے بعد سامعین کو سوالات کی دعوت دی گئی۔

ایک مہمان خاتون کے اس سوال پر کہ اگر عورت، مرد کے ساتھ کام نہیں کرتی تو گھر کے اخراجات، مارگیج کی ادائیگی مشکل ہو جائے گی۔ مکرم امام صاحب نے فرمایا کہ مرد اور عورت کی الگ تخلیق پر بھی غور کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں الگ الگ فرائض کے لئے اعضاء دئے ہیں ۔ دوسرے مخصوص شرائط کے ساتھ گو عورت کام کر سکتی ہے لیکن عورت کی اصل ڈیوٹی بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال ہے۔ اگر اخراجات کو پورا کرنے کی جدوجہد میں آپ کی اولاد کی تربیت خراب ہو جاتی ہے تو یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ جبکہ اخراجات کو کسی نہ کسی طرح Manage کیا جاسکتا ہے۔

تشدد اور خودکش حملوں کے متعلق ایک سوال پر آپ نے فرمایا کہ اسلام ایسی باتوں کی نفی کرتا ہے۔ انسانی زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے ۔ جو خودکشی کرتا ہے وہ ایک جُرم تو خود کو مار کر کرتا ہے اور دوسرا جرم معصوم لوگوں کو مارنا ہے۔ اس لئے یہ دو جرائم ہیں ۔اسلام تو محبت اور پیار کا درس دیتا ہے۔

سوال وجواب کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا ۔ مہمانوں نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔

لوکل برٹش چرچ کونسل کے چیئرمین Dr. John Tough نے سوال بھی کیا اور پھر جماعت کی اس کوشش کی تعریف کی اور پھر آنے کی توقع کی۔

ڈسٹرکٹ کونسل کی ممبر Eve Hope اور ان کے خاوند جو خود بھی لوکل کونسل کے ممبر ہیں نے بھی اظہار خیال کیا۔

Methodist چرچ کے نمائندہ Peter Elliot نے بڑے جذباتی انداز میں تبصرہ کیا اور کونسلرز سے کہا کہ آج کا اجلاس بڑی قیمتی چیز ہے اور لوگوں کو بتائیں کہ انہوں نے بڑی چیز Miss کی ہے۔ نیز تبصرہ کیا کہ آج مَیں نے Wisdom اور Knowledge اکٹھے دیکھے ہیں۔

اس موقع پر ہال میں ایک نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی سجایا گیا تھا۔ مہمانوں کو لٹریچر بھی فراہم کیا گیا ۔ اجلاس کے دوران چائے اور کافی فراہم کی جاتی رہی۔ اجلاس کے بعد معزز مہمانوں کو تحائف بھی پیش کیے گئے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی دیہات میں اس قسم کے پروگرام کامیابی کے ساتھ احسن رنگ میں منعقد کرنے کی توفیق دے اور ایسے کام کرنے والوں کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے بہترین ثمرات عطا فرمائے۔ آمین

## شکریہ احباب

محترمہ امۃ الشافی صدیقی صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب شہید تحریر کرتی ہیں کہ خاکسار جملہ افراد خاندان ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی طرف سے مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی شہادت اور پانچ ماہ بعد ان کی والدہ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کی وفات پر خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر احباب جماعت اظہار تعزیت کرنے والوں کی مشکور ہے۔ ان دو گہرے صدمات کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جن محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا تو حضور کی شفقت، محبت اور ہمدردی سے ہمارے دل طمانیت سے بھر گئے ۔ اسی طرح احباب وخواتین جس اپنائیت اور محبت سے ہمارے غم میں شریک ہوئے نہ صرف ربوہ میں ہردو کے جنازہ پر تشریف لاکر ہمارے ساتھ محبت اور ہمدردی کا سلوک فرمایا بلکہ اکثر خواتین و احباب میر پور خاص سے تشریف لائے اور ہماری دلجوئی کا باعث بنے ۔ ہم تمام افراد جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ دنیا میں جہاں جہاں بھی ڈاکٹر صاحب کے خاندان کے لوگ آباد ہیں وہاں تشریف لاکر ہمارے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اظہار و سلوک فرمایا۔ مکرم امیر صاحب ضلع میر پور خاص وصدر لجنہ اماء اللہ میر پور خاص اور تمام جماعت احمدیہ میر پور خاص کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے اس موقع پر فوری انتظامات میں مدد کی اور ہر ممکن دلجوئی کی۔ دور ونزدیک سے تعزیت کے لئے آنے والوں کے بھی بے حد مشکور ہیں ۔ ان دو صدمات سے جہاں دل انتہائی غمگین ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور شکر سے بھی لبریز ہیں کہ ہر دو کا انجام بخیر ہوا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا  اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

## جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ کا صدسالہ خلافت احمدیہ جوبلی سووینئر

A4 سائز کے 80 سے زائد رنگین صفحات پر مشتمل جامعہ احمدیہ ربوہ کے جونیئر سیکشن کی طرف سے خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے موقع پر شائع کیا جانے والا نہایت دیدہ زیب سووینئر موصول ہوا ہے۔ اس قیمتی سووینئر میں نہ صرف بہت سے علمی، تربیتی اور تحقیقی مضامین شامل اشاعت ہیں بلکہ ادارہ کے پاکیزہ ماحول اور روزمرہ معمولات سے متعلق بھی نہایت خوبصورتی سے اعدادوشمار اور تاریخی تصاویر کے ذریعہ سے عکاسی کی گئی ہے۔ الغرض مجموعی طور پر یہ خصوصی اشاعت ایک نہایت عمدہ پیشکش ہے۔

## وقف زندگی

جامعہ احمدیہ ربوہ (جونیئر سیکشن) کے صدسالہ خلافت سووینئر میں ایک مضمون محترم چودھری حمیداللہ صاحب (وکیل اعلیٰ) کے قلم سے شامل اشاعت ہے جس میں واقفین زندگی کے لئے نہایت قیمتی اور قابل تقلید روایات قلمبند کی گئی ہیں۔

جماعت احمدیہ میں زندگی وقف کرنے کی روایت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی زندگی کو کلیّۃً سلسلہ احمدیہ کے کاموں کے لئے مخصوص کرکے اس کو خلافت اور نظام جماعت کے حضور پیش کر دینا۔ زندگی وقف کرنے کے بعد وقف کرنے والے کا کوئی حق باقی نہیں رہتا بلکہ سلسلہ احمدیہ اُس کی زندگی اور استعدادوں کا مالک بن جاتا ہے۔ اپنے زمانہ کا سب سے پہلا واقف زندگی تو اُس زمانہ کا نبی ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (ترجمہ: تُو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے)۔

جماعت احمدیہ کے پہلے واقف زندگی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ تھے جنہیں جب بٹالہ سے کسی نے بُلا بھیجا تاکہ مریض کو دیکھ لیں تو آپؓ نے فرمایا کہ اب میں اپنی جان کا مالک نہیں رہا اور حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاسکتا۔ چنانچہ اُن صاحب نے حضرت اقدسؑ سے اجازت مانگی جو حضورؑ نے دیدی۔

جب حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ نے اِس خواہش کا اظہار حضور علیہ السلام سے کیا کہ ملازمت پوری کرکے آپؓ مستقل قادیان میں قیام کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو حضورؑ نے فرمایا: ''یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان توبۃ النصوح کرکے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف کردے اور لوگوں کو نفع پہنچاوے تو عمر بڑھتی ہے۔ اعلائے کلمۃ الاسلام کرتا رہے اور اس بات کی آرزو رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلے ...... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے۔ یہ ایک اصل ہے جو انسان کو نافع الناس بناتی ہے اور نافع الناس ہونا درازیٔ عمر کا اصل گُر ہے''۔

حضور علیہ السلام اپنی حالت سے متعلق فرماتے ہیں: ''یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے''۔

حضور اقدس علیہ السلام نے وقف زندگی کی تحریک انفرادی سطح پر اور اجتماعی سطح پر دونوں طرح سے فرمائی۔ چنانچہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ جب ایک بار زیارت کے لئے خدمت اقدسؑ میں حاضر ہوئے اور بٹالہ سے قادیان اور پھر واپس بٹالہ تک کے لئے یکہ کرایہ پر لیا تو دورانِ ملاقات حضورؑ نے فرمایا: ''اب تو آپ فارغ ہوگئے ہیں''۔ اشارہ سمجھتے ہوئے آپؓ نے یکہ واپس کردیا۔ اگلے روز حضورؑ نے فرمایا: ''مولوی صاحب! اکیلے رہنے میں تکلیف ہوتی ہوگی، آپ اپنی بیوی کو بلالیں''۔ چنانچہ آپؓ نے ایک بیوی کو بلالیا۔ چندروز بعد حسب ارشاد اپنا کتب خانہ بھی منگوالیا۔ پھر حضورؑ کے ارشاد پر دوسری بیوی کو بھی بلالیا۔ پھر ایک دن جب حضورؑ نے فرمایا: ''مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن کا خیال بھی دل میں نہ لائیں''۔ تو اگرچہ آپؓ نے سرتسلیم خم کردیا لیکن بہت ڈرے کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ بھیرہ نہ جائیں لیکن یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ بھیرہ کا خیال بھی نہ آئے۔ لیکن آپؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہیں آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہوگئے۔

ستمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک پر ابتداء میں 13 احباب نے لبیک کہا۔ حضورؑ نے اِن واقفین کی خوبیاں یہ بیان فرمائیں: ''......وہ قانع ہونے چاہئیں اور دولت و مال کا ان کو فکر نہ ہو۔ حضرت رسول کریم ﷺ جب کسی کو تبلیغ کے واسطے بھیجتے تھے تو حکم پاتے ہی چل پڑتا تھا، نہ سفرخرچ مانگتا تھا اور نہ گھر والوں کے افلاس کا عذر پیش کرتا تھا۔ یہ کام اس سے ہوسکتا ہے جو اپنی زندگی کو اُس کے لئے وقف کردے۔ متقی کو خدا تعالیٰ آپ مدد دیتا ہے۔ وہ خدا کے واسطے تلخی کی زندگی کو اپنے لئے گوارا کرتا ہے...... صبر اور تحمل سے کام لینے والے آدمی ہوں۔ اُن کی طبیعتوں میں جوش نہ ہو۔ ہر ایک سخت کلامی اور گالی کو سن کر نرمی کے ساتھ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ جہاں دیکھیں کہ شرارت کا خوف ہے وہاں سے چلے جائیں ...... آہستگی اور خوش خلقی سے اپنا کام کرتے ہوئے چلے جائیں''۔

## خلفاء احمدیت کی قبولیتِ دعا

جامعہ احمدیہ ربوہ (جونیئر سیکشن) کے خلافت احمدیہ صدسالہ سووینئر میں خلفاء احمدیت کی قبولیت دعا کے واقعات مکرم نوید مبشر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک چِٹ محترم قاضی ظہورالدین اکمل صاحبؓ کو ملی جس پر لکھا ہوا تھا: ''مَیں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل دے گا وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا''۔ (مَیں تجھ سے دعا مانگتے ہوئے کبھی بدنصیب نہیں ہوا) مَیں بہت حیران ہوا کہ یہ تو درست ہے کہ میرے دو لڑکے یکے بعد دیگرے فوت ہوئے تھے لیکن مَیں نے حضورؓ کو دعا کی کوئی درخواست نہیں کی تھی۔ آخر معلوم ہوا کہ میری ایک نظم حضرت امّاں جی نے گھر میں پڑھی تو حضورؓ جو آنکھیں بند کئے لیٹے تھے، اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپؓ کی توجہ دعا کی طرف پِھر گئی۔ چنانچہ اس دعا کی قبولیت کا نظارہ ہم نے یوں دیکھا کہ 1910ء میں میرے ہاں پہلا بیٹا عبدالرحمٰن اور 1913ء میں دوسرا بیٹا عبدالرحیم پیدا ہوا۔

حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کی آنکھ میں ایک بار زخم ہوگیا اور قریب سے بھی نظر آنا بند ہوگیا، ہر دوائی مُضر پڑنے لگی۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے دیکھ کر بتایا کہ ایک آنکھ کا بچنا تو قریباً محال ہے اور دوسری بھی بہت خراب ہو رہی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو معلوم ہوا تو آپؓ نے خاص دعا کی اور رات کو خواب میں ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کہ ان کی آنکھ تو اچھی ہے۔ اُسی دن سے ہر دوائی مفید ہونے لگی اور جس آنکھ کا بچنا محال تھا، اُس کی نظر دوسری آنکھ سے بھی بہتر ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے پیسے کی ضرورت تھی۔ مَیں نے اس کے لئے دعا کی اور کہا کہ تیرا وعدہ ہے کہ ''تینوں ایناں دیاں گا کہ تُو رَج جائیں گا'' اس لئے مجھے اپنے کسی بندے کا محتاج نہ کر بلکہ مجھے تُو دے جس طرح بھی دیتا ہے۔ چنانچہ میرے ایک چھوٹے بھائی نے مجھ سے اُتنی ہی رقم قرض لی ہوئی اور میری نیت یہ تھی کہ اُس کو واپسی کے لئے نہیں کہنا، بے شک وہ واپس نہ بھی کرے اور مجھے اُس کے حالات کے لحاظ سے یقین تھا کہ وہ اگلے پانچ دس سال تک وہ رقم واپس نہیں کرسکتا۔ مگر کیا دیکھتا ہوں کہ شام کے وقت وہی بھائی میرے پاس رقم لے آیا اور اِس طرح اللہ تعالیٰ نے کسی کا محتاج کئے بغیر میری ضرورت پوری فرمادی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی ایک دعا کی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بچپن میں جب حضرت مسیح موعودؑ کا لٹریچر آنحضرت ﷺ اور اسلام کے ڈیفنس میں پڑھا کرتا تھا تو مَیں خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا! جس طرح حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت میں سینہ سپر ہوجاتے ہیں مجھے بھی یہ توفیق دے کہ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کا ڈیفنس اسی طرح کروں''۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ علم ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا کس شان سے قبول فرمائی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ (خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اگست 2005ء میں) جلسہ سالانہ برطانیہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں: ''عموماً تیز بارش میں MTA کا رابطہ بھی متأثر ہوتا ہے لیکن جب میری تقریر کے دوران بارش ہوئی ہے تو رابطہ تقریباً مسلسل قائم رہا ہے...... انتظامیہ کو بڑی فکر ہورہی تھی کیونکہ بعض دفعہ لِنک نہیں رہتا بلکہ جس کمپنی کے ذریعہ سے جلسہ گاہ سے آگے سِگنل بھجوانے کا کام تھا، اس کے جونمائندے وہاں موجود تھے، انگریز تھے، انہوں نے کہا ایسی بارش میں عموماً رابطے متأثر ہوتے ہیں، اس طرح لِنک نہیں رہتا لیکن لگتا ہے تمہارا خدا سے کوئی خاص تعلق ہے جو اِس کام کو سنبھالے ہوئے ہے''۔

---

جامعہ احمدیہ ربوہ (جونیئر سیکشن) کے خلافت احمدیہ صد سالہ سووینئر میں محترم چودھری محمد علی صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے جو آپ نے خلافتِ خامسہ کے انتخاب کے بعد کہی تھی۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جس حسن کی تم کو جستجو ہے
وہ حسن ازل سے باوضو ہے
خوش رنگ ہے اور خوبرو ہے
لگتا ہے وہ پھول ہوبہو ہے
اُترا ہے جو آج آسماں سے
عزت ہے ہماری آبرو ہے
اللہ کے اور رسول کے بعد
واللہ کہ آج تُو ہی تُو ہے
سرشار ہے جو ہے تیرا خادم
شرمندہ ہے جو ترا عدو ہے

---

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/اگست 2007ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہم محبت کو متاعِ دل و جاں کہتے ہیں
لوگ کیوں جذبۂ آشفتہ سراں کہتے ہیں
عشق ہے آگ تو یہ آگ سلگتی ہے کہاں
ہاں کبھی دل سے بھی اٹھتا ہے دھواں کہتے ہیں
عشق لڑتا ہے کبھی بر سرِ میدانِ جہاد
ہے کبھی پچھلے پہر سجدہ کناں کہتے ہیں
عشق ہے راہِ سلوک، عشق کو منزل سے غرض
عشق تسلیم جو ہو جائے تو جاں کہتے ہیں
نطق کو حسن سماعت بھی اطاعت بھی ملے
اہل دل اس کو امامت کی زباں کہتے ہیں
تمکنت، تسکینِ جاں نعمتِ تالیفِ قلوب
اس محبت کو خلافت کی عناں کہتے ہیں

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

29th May 2009 – 4th June 2009

*Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344*

## Friday 29th May 2009

**00:00** MTA World News
**00:15** Tilawat & MTA News
**01:00** Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th May 1998.
**02:05** Al Maaidah: a culinary programme.
**02:30** Dars-e-Malfoozat
**03:00** MTA World News
**03:15** Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 268, recorded on 15th September 1998.
**04:20** Life of Hadhrat Isa (as)
**05:10** Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa.
**06:05** Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
**07:05** Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor recorded on 15th December 2007.
**08:05** Le Francais c'est Facile
**08:30** Siraiki Service: a discussion programme on the life and character of the Holy Prophet (saw).
**09:25** Reply to Allegations: an Urdu talk with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 24th January 1994.
**10:00** Indonesian Service
**11:05** Seerat Sahaba Rasool (saw)
**12:00** Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
**13:10** Tilawat
**13:25** Dars-e-Hadith & MTA News
**14:10** Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
**15:25** Seerat Sahaba Rasool (saw)
**16:00** Friday Sermon [R]
**17:15** Jalsa Salana Germany 2003: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 24th August 2003.
**18:00** MTA World News
**18:10** Le Francais c'est Facile [R]
**18:30** Arabic Service
**20:35** MTA International News
**21:10** Friday Sermon [R]
**22:15** Washington D.C: An English documentary on the capital city of America.
**23:20** Reply to Allegations [R]

## Saturday 30th May 2009

**00:00** MTA World News
**00:15** Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
**01:15** Le Francais c'est Facile
**01:40** Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 27th May 1998.
**02:40** MTA World News
**02:50** Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 29th May 2009.
**03:55** Washington D.C
**04:55** Persecution
**06:00** Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
**07:05** Jalsa Salana Qadian 2009: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th May 2009.
**08:40** Friday Sermon: Recorded on 29th May 2009.
**09:45** Indonesian Service
**10:50** Khilafat: a discussion programme
**11:15** Calling All Cooks
**11:50** Tilawat
**12:00** Jalsa Salana Qadian 2009 [R]
**13:30** Bangla Shomprochar
**14:30** Live Intikhab-e-Sukhan
**15:05** Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor recorded on 30th May 2009.
**17:00** Part 2 of a question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 25th October 1996 in Sweden.
**18:00** MTA World News
**18:15** Dars-e-Hadith
**18:35** Arabic Service
**20:35** MTA International News
**21:05** Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
**22:15** Jalsa Salana Qadian 2009 [R]
**23:45** Friday Sermon [R]

## Sunday 31st May 2009

**00:50** MTA World News
**01:05** Tilawat & Dars-e-Hadith
**02:35** Ashab-e-Ahmad
**03:10** MTA World News
**03:25** Friday Sermon
**04:25** Intikhab-e-Sukhan [R]
**05:30** Calling All Cooks
**06:00** Tilawat
**06:15** Food For Thought: a discussion hosted by Mohyuddin Mirza, with guest Dr Ijaz Qamar.
**06:45** Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 30th May 2009.
**08:10** Jalsa Salana Qadian 2009: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Fazl Mosque, London.
**09:30** Indonesian Service
**11:00** Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 22nd February 2008.
**11:30** Tilawat
**11:40** Food For Thought: a discussion programme hosted by Mohyuddin Mirza.
**12:15** Bengali Reply to Allegations
**13:20** Friday Sermon
**14:25** Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 31st May 2009.
**15:30** Jalsa Salana Qadian 2009 [R]
**18:00** MTA World News
**18:30** Arabic Service
**20:35** Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Nau [R]
**21:45** Friday Sermon [R]
**22:55** Huzoor's Tours [R]

## Monday 1st June 2009

**00:00** MTA World News
**00:15** Tilawat & MTA News
**01:00** Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
**02:00** Friday Sermon: recorded on 29th May 2009.
**03:00** MTA World News
**03:15** Food For Thought: a discussion programme hosted by Mohyuddin Mirza.
**03:45** Jalsa Salana Qadian 2009: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Fazl Mosque, London.
**06:00** Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
**07:00** Children's Class with Huzoor recorded on 3rd February 2007.
**07:55** Le Francais C'est Facile: lesson no. 40.
**08:15** Medical Matters: an English health programme about Heart disease. Presented by Dr Javed Mansoor.
**09:00** French Service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 15th December 1997.
**10:05** Indonesian Service: Translation of Friday Sermon recorded on 10th April 2009.
**10:50** Khilafat Jubilee Quiz
**12:00** Tilawat & MTA News
**13:00** Bangla Shomprochar
**14:00** Friday Sermon: Recorded on 20th June 2008.
**15:00** Khilafat Jubilee Quiz [R]
**16:00** Children's Class with Huzoor recorded on 3rd February 2007. [R]
**16:55** French Mulaqa'at [R]
**18:00** MTA World News
**18:20** Arabic Service
**19:20** Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th June 1998.
**20:20** MTA International News
**20:45** Medical Matters [R]
**21:05** Children's Class [R]
**22:00** Friday Sermon [R]
**22:55** Khilafat Jubilee Quiz [R]

## Tuesday 2nd June 2009

**00:00** MTA World News
**00:15** Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
**01:10** Le Francais C'est Facile: lesson 40.
**01:30** Liqaa Ma'al Arab
**02:35** MTA World News
**02:50** Friday Sermon: Recorded on 20th June 2008.
**03:40** French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 15th December 1997.
**04:30** Medical Matters: an English health programme about Heart disease. Presented by Dr Javed Mansoor.
**05:05** Khilafat Jubilee Quiz
**06:00** Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
**07:05** Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 10th May 2009.
**08:15** Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th May 1989. Part 1.
**09:10** Slough Peace Conference: an interfaith platform for various community representatives.
**10:05** Indonesian Service
**11:05** Friday Sermon: Recorded on 11th July 2008.
**12:10** Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
**13:10** Bangla Shomprochar
**14:15** Lajna Imaillah UK Ijtema: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 11th March 2007, on the occasion of Hartlepool Ijtema.
**15:10** Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
**16:10** Question and Answer Session [R]
**17:05** Slough Peace Conference [R]
**18:00** MTA World News
**18:30** Arabic Service
**19:25** Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon.
**20:15** MTA International News
**21:00** Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
**22:00** Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
**22:55** Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme

## Wednesday 3rd June 2009

**00:00** MTA World News
**00:10** Tilawat & MTA News
**00:55** Learning Arabic: lesson no. 14.
**01:10** Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th June 1998.
**02:00** Slough Peace Conference
**03:10** Question and Answer Session
**04:05** Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
**05:05** Lajna Imaillah UK Ijtema
**06:05** Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
**07:00** Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 1st December 2007.
**08:00** Qur'an Seminar: Part 1 of a seminar, with a speech delivered by Mudassar Ahmad Muzammil.
**08:45** Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th May 1989. Part 2.
**09:50** Indonesian Service
**10:45** Swahili Muzakarah
**11:55** Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
**12:55** Bangla Shomprochar
**13:55** From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th January 1986.
**15:20** Jalsa Salana Speeches: A speech delivered by Atta-ul-Mujeeb Rashid on the topic of 'the Ahmadiyya Muslim Community's contribution to the world'. Recorded on 26th July 2003 at Jalsa Salana UK.
**16:00** Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 1st December 2007. [R]
**16:55** Question and Answer Session [R]
**18:15** MTA World News & Dars-e-Hadith
**18:30** Arabic Service
**19:30** Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th June 1998.
**20:30** MTA International News
**21:00** Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
**21:55** Jalsa Salana Speeches [R]
**22:35** From the Archives [R]

## Thursday 4th June 2009

**00:00** MTA World News
**00:15** Tilawat & Dars-e-Hadith
**00:40** Qur'an Seminar
**01:25** Liqaa Ma'al Arab
**02:30** MTA World News
**02:45** From the Archives
**04:15** Calling All Cooks
**04:35** Qur'an Seminar
**05:20** Jalsa Salana Speeches
**06:05** Tilawat & Dars-e-Malfoozat
**06:35** Al Maaidah
**06:50** Children's Class with Huzoor.
**08:05** English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th July 1994.
**09:10** Life of Hadhrat Isa (as)
**10:00** Indonesian Service
**11:10** Pushto Service
**12:15** Tilawat & Dars-e-Malfoozat
**12:45** Al Maaidah
**13:20** Bengali Service
**14:30** Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 269, recorded on 16th September 1998.
**15:30** Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Nigeria.
**16:15** Life of Hadhrat Isa (as) [R]
**17:10** English Mulaqa'at [R]
**18:00** MTA World News
**18:30** Live Arabic Service
**20:45** Life of Hadhrat Isa (as) [R]
**21:35** Tarjamatul Quran Class
**22:40** Children's Class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)***

**Al Fazl International Weekly, London**

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 22 May , 2009 | Issue No. 21

# حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

## حضرت مصلح موعودؓ کا پُر جلال پیغام

### خلافت کی سلور جوبلی (1939ء) کے بعد

خلافت احمدیہ کی سلور جوبلی جلسہ سالانہ 1939ء کے موقع پر نہایت پرشکوہ انداز میں منعقد ہوئی جس کے معاً بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے زبردست فراست اور دوربین نظر سے مستقبل کے فرائض اور لائحہ عمل کا جائزہ لیا اور 1940ء کے پہلے خطبہ جمعہ (5/جنوری 1940) میں احباب جماعت کو خلافت جوبلی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی نئی ذمہ داریوں کی طرف پُر جوش الفاظ میں توجہ دلائی۔ چنانچہ آسمانی افواج کے سپہ سالار اور دنیائے احمدیت کے شہرہ آفاق قافلہ سالار نے قادیان کی مسجد اقصیٰ کے منبر سے یہ ابدی پیغام دیا کہ:

”نبی کے بُلائے جانے کے بعد دنیا میں جو بیج بوئے ہوئے ہوتے ہیں وہ پھر نئی جدوجہد شروع کر دیتے ہیں۔ نبوت خلافت کا جامہ پہن لیتی ہے اور خلافت کے ذریعہ پھر خدا کے لئے نئے قلوب کی فتح شروع ہو جاتی ہے۔ یہی اس زمانہ میں ہوا اور جب ہم نے ایک جشن منایا، ایک خوشی کی تقریب سرانجام دی تو کسان کی زبان میں ہم نے یہ کہا کہ ہم نے پہلی فصل کاٹ لی۔ مگر کیا جانتے ہو کہ دوسرے لفظوں میں ہم نے کیا کہا۔ دوسرے لفظوں میں ہم نے یہ کہا کہ آج سے پچاس سال پہلے جو بیج بویا گیا تھا اس بیج کی فصل ہم نے کاٹ لی ہے۔ اب ہم ان بیجوں سے جو پہلی فصل سے تیار ہوئے تھے ایک نئی فصل بونے لگے ہیں۔ اس عظیم الشان کام کے آغاز کے بعد تم سمجھ سکتے ہو کہ تم پر کتنی عظیم الشان ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں۔ تم نے اب اپنے اوپر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ جس طرح ایک بیج بڑھ کر اتنی بڑی فصل ہو گیا اسی طرح اب تم ان بیجوں کو بڑھاؤ گے جو اس فصل پر تم نے بوئے ہیں۔ اور اسی رنگ میں بڑھاؤ گے جس رنگ میں پہلی فصل بڑھی۔ پس ہم نے جشن مسرت منا کر اس بات کا اعلان کیا ہے کہ جس طرح ایک بیج سے لاکھوں نئے بیج پیدا ہوگئے تھے اسی طرح اب ہم ان لاکھوں بیجوں کو از سرنو زمین میں بوتے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ پچھلے پچیس یا پچاس سال میں جس طرح سلسلہ نے ترقی کی ہے اسی طرح اتنے ہی گنے اگلے پچیس یا پچاس سال میں ہم آج کی جماعت کو بڑھا دیں گے۔ یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں جو تم نے اپنے اوپر عائد کی۔ گزشتہ پچاس سال میں ایک بیج سے لاکھوں بیج بنے تھے۔ اب جب تک اگلے پچاس سال میں ان لاکھوں سے کروڑوں نہیں بنیں گے اس وقت تک ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں سمجھے جائیں گے۔ اگر ہم جشن مناتے، اگر ہم یہ نہ کہتے کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہنے کا زمانہ آگیا تو ہم اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کا زمانہ بھی پیچھے ڈال سکتے تھے۔ مگر جب ہم نے جشن منا لیا اور پہلی فصل کاٹ لی تو بالفاظ دیگر ہم نے دوسری فصل کو بو دیا اور ہمارا کام از سرنو شروع ہوگیا اور جب کہ ایک بیج سے اتنے دانے نکلے تھے تو کیا اب ہمارا فرض نہیں کہ ہم ان بیجوں کو اتنے گنے بڑھائیں جتنے گنے وہ ایک بیج بڑھا اور پھولا اور پھلا۔ پس یقیناً اس جشن کے بعد ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہو چکی ہے۔ کیونکہ کیا بلحاظ جانی قربانیوں کے، کیا بلحاظ مالی قربانیوں کے، کیا بلحاظ تعلیم و تربیت کے اور کیا بلحاظ کثرت تعداد اور زیادت نفوس کے۔ غرض ہر رنگ میں ہم نے پہلی فصل کے کاٹنے اور دوسری فصل کے بونے کا اعلان کیا ہے۔ مگر **پہلی فصل صرف ایک بیج سے شروع ہوئی تھی اور اس دوسری فصل کی ابتدا لاکھوں بیجوں سے ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک ہم یہ ارادہ نہ کرلیں کہ ان لاکھوں بیجوں کو اتنی ہی تعداد سے ضرب دیں گے جتنی تعداد سے ایک بیج نے ضرب کھائی تھی اس وقت تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیا ہے۔**

مالی لحاظ سے وہ فصل خالی خزانے سے شروع ہوئی تھی اور لاکھوں تک پہنچ گئی۔ مگر یہ فصل اب لاکھوں سے شروع ہوئی ہے۔ اسی طرح وہ فصل ایک کلمہ سے شروع ہوئی تھی اور سینکڑوں کتابوں تک پہنچ گئی اور یہ فصل سینکڑوں کتابوں سے شروع ہوتی ہے۔ پس جب تک ہم لاکھوں روپیہ سے کروڑوں روپیہ اور سینکڑوں کتابوں سے ہزاروں اور لاکھوں کتابیں نہ بن جائیں اس وقت تک ہمارا کام ختم نہیں ہوسکتا۔

غرض اس جشن کے منانے سے ہم نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم نے پہلی فصل کاٹ لی اور نئے سرے سے اس سے حاصل شدہ بیجوں کو زمین میں ڈال دیا۔ میرا تو جسم کا ذرہ ذرہ کانپ جاتا ہے جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ کتنی اہم ذمہ داری ہے جو جماعت نے اپنے اوپر عائد کی۔ اگر ہم پہلی فصل نہ کاٹتے تو ہماری ذمہ داریاں کم رہتیں۔ مگر جب ہم نے اس فصل کو کاٹ کر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہا تو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا سامان بھی مہیا کرنا پڑا۔ پس مَیں جماعت کے دوستوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس جلسہ کے نتیجہ میں ہم نے لاکھوں نئے بیج زمین میں بو دئے ہیں۔ **اب ہمارا فرض ہے کہ اگلے پچیس یا پچاس سال میں ہم جماعت میں حیرت انگیز تغیر پیدا کریں۔ کیا بلحاظ آدمیوں کی تعداد کے اور کیا بلحاظ مالی قربانی کے اور کیا بلحاظ تبلیغ کے اور کیا بلحاظ تربیت کے اور کیا بلحاظ تعلیم کے۔** آج سے مثلاً پچیس یا پچاس سال کے بعد اگر ہم نئی فصل کے ویسے ہی شاندار نتائج نہ دکھائیں جیسے پہلی پچاس سالہ فصل کے نتائج نکلے تو ہماری اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ جھوٹی ہو جاتی ہیں۔

پس مَیں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس جلسہ کے بعد ان کو اپنی نئی ذمہ داریاں بہت جوش اور توجہ کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں۔ اب ہماری پہلی فصل کے جو نتائج رونما ہوئے ہیں ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اگر اس سے زیادہ نہیں تو کم از کم اتنے ہی گنے نتائج نئی فصل کے ضرور رونما کر دیں۔ اور اگر پہلے ایک سے لاکھوں ہوئے تو آج سے پچاس سال کے بعد وہ کروڑوں ضرور ہو جائیں۔ اگر آج سے پچیس سال پہلے جماعت دس بارہ گنے بڑھی تھی تو اگلے پچیس سال میں کم از کم دس بارہ گنے ضرور بڑھنی چاہئے۔ مگر یہ کیونکر ہوسکتا ہے جب تک ہر احمدی کیا مرد اور کیا عورت اور کیا بچہ اور کیا بوڑھا اور کیا کمزور اور کیا مضبوط اپنے ذمہ یہ فرض عائد نہ کرے کہ مَیں احمدیت کی ترقی کے لئے اپنے اوقات صرف کروں گا اور اپنی زندگی کا اولین مقصد اشاعت دین اور اشاعت احمدیت سمجھوں گا۔

اسی طرح علمی طور پر کب ترقی ہوسکتی ہے جب تک ہماری جماعت کا ہر فرد دین سیکھنے اور دینی باتیں سننے اور پڑھنے کی طرف توجہ نہ کرے۔

اسی طرح مالی قربانی میں کب ترقی ہوسکتی ہے جب تک ہماری جماعت نہ صرف قربانیوں میں بیش از پیش ترقی کرے بلکہ اپنے اخراجات میں بھی دیانتداری سے کام لے۔ مال ہمیشہ دونوں طرح سے بڑھتا ہے۔ زیادہ قربانیوں سے بھی بڑھتا ہے اور زیادہ دیانتداری سے خرچ کرنے سے بھی بڑھتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک شخص کو ایک دینار دیا اور فرمایا جا کر قربانی کے لئے کوئی عمدہ سا بکرا لا دو۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ یہ بکرا موجود ہے اور ساتھ ہی اس نے دینار بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہوئے اور فرمایا کہ یہ کس طرح؟ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ مدینہ میں شہر کی وجہ سے چیزیں گراں ملتی ہیں۔ مَیں دس بارہ میل باہر نکل گیا۔ وہاں آدھی قیمت پر بکرے فروخت ہو رہے تھے۔ مَیں نے ایک دینار میں دو بکرے لے لئے اور واپس چل پڑا۔ جب مَیں آ رہا تھا تو راستہ میں ایک شخص مجھے ملا، اسے بکرے پسند آئے اور کہنے لگا اگر فروخت کرنا چاہو تو ایک بکرا مجھے دے دو۔ مَیں نے ایک بکرا ایک دینار میں اسے دے دیا۔ پس اب بکرا بھی حاضر ہے اور دینار بھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی کہ خدا تجھے برکت دے۔ صحابہؓ کہتے ہیں اس دعا کے نتیجہ میں اسے ایسی برکت ملی کہ اگر وہ مٹی میں بھی ہاتھ ڈالتا تو وہ سونا بن جاتی۔ اور لوگ بڑے اصرار سے اپنے روپے اسے دیتے اور کہتے کہ یہ روپیہ کہیں تجارت پر لگا دو۔ غرض کروڑوں کروڑ روپیہ اسے آیا۔ تو اچھی طرح خرچ کرنے سے بھی مال بڑھتا ہے۔ مال بڑھنے کی صرف یہی صورت نہیں ہوتی کہ ایک کے دو بن جائیں بلکہ اگر تم ایک روپیہ کا کام اٹھنی میں کرتے ہو تو بھی تمہارے دو بن جاتے ہیں بلکہ اگر تم روپیہ کا کام اٹھنی میں کرتے ہو اور ایک روپیہ زائد بھی کما لیتے ہو تو تمہارے دو نہیں بلکہ چار بن جائیں گے۔ **پس صرف یہی کوشش نہیں ہونی چاہئے کہ مالی قربانیوں میں زیادتی ہو۔ بلکہ اخراجات میں کفایت کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے اور مَیں کارکنوں کو بالخصوص اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایک روپیہ کا کام اٹھنی میں کرنے کی کوشش کیا کریں۔**

غرض اب جو ہمارے پاس جماعت موجود ہے۔ اب جو ہمارے پاس روپیہ ہے۔ اب جو ہمارے پاس تبلیغی سامان ہیں۔ اب جو ہمارے دنیا میں مشن قائم ہیں۔ اب جو ہماری تعلیم اور اب جو ہماری تربیت ہے ان سب کو نیا بیج متصور کر کے آئندہ پچاس سال میں ہمیں جماعت کی ترقی کے لئے سرگرم جدوجہد کرنی چاہئے۔ تا کہ آئندہ پچاس سال میں موجودہ حالت سے ہماری تعداد بھی بڑھ جائے، ہمارا مال بھی بڑھ جائے گا، ہمارا علم بھی بڑھ جائے گا۔ ہماری تبلیغ بھی بڑھ جائے۔ اور اسی نسبت سے بڑھے جس نسبت سے وہ پہلے پچاس سال میں بڑھا۔ اگر ہم اس رنگ میں کوشش نہیں کریں گے تو اس وقت تک ہماری نئی فصل کبھی کامیاب نہیں کہلا سکتی۔ مگر یہ کام ویسا ہی ناممکن ہے جیسے آج سے پچاس سال پہلے نظر آتا تھا۔ پھر اس وقت خدا کا ایک نبی کھڑا تھا بے شک اس وقت کوئی احمدی نہ تھا مگر خدا کا نبی دنیا میں موجود تھا جو اس پیغام کو لے کر دنیا میں کھڑا تھا۔ مگر آج وہ نبی ہم میں موجود نہیں۔ اور اس وجہ سے ہماری آواز میں وہ شوکت نہیں جو اس کی آواز میں شوکت تھی۔ پس آج ہمیں اس سے زیادہ آواز بلند کرنی پڑے گی اور ہمیں اس سے زیادہ قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اس کے لئے دعائیں بھی کرو اور اللہ تعالیٰ کے دروازہ کو کھٹکھٹاؤ اور یاد رکھو کہ **جب تک جماعت دعاؤں پر یقین رکھے گی، جب تک تم ہر بات میں اللہ تعالیٰ سے امداد کے طالب رہو گے اس وقت تک تمہارے کاموں میں برکت رہے گی۔ مگر جس دن تم یہ سمجھو گے کہ یہ کام تم نے کیا ہے جس دن تم یہ سمجھو گے کہ یہ ترقی تمہاری کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس دن تمہارے کاموں سے برکتیں جاتی رہیں گی۔** کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج دنیا میں تم سے بہت زیادہ طاقتور قومیں موجود ہیں مگر ان سے کوئی نہیں ڈرتا اور تم سے سب لوگ ڈرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ تمہاری مثال اس تار کی سی ہے جس کے پیچھے بجلی کی طاقت ہوتی ہے۔ اب اگر تار یہ خیال کرے کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں تو یہ اس کی حماقت ہوگی کیونکہ لوگ تار سے نہیں بلکہ اس بجلی سے ڈرتے ہیں جو اس تار کے پیچھے ہوتی ہے۔ جب تک اس میں بجلی رہتی ہے ایک طاقتور آدمی بھی اگر تار پر ہاتھ رکھے گا تو وہ اس کے ہاتھ کو جلا دے گی۔ لیکن اگر بجلی نہ رہے تو ایک کمزور انسان بھی اس تار کو توڑ پھوڑ سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھو اور اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو بلکہ اسے بڑھاؤ اور ترقی دو۔ تبھی اور تبھی تم کامیابی کو دیکھ سکتے اور نئی فصل زیادہ شان اور زیادہ عمدگی کے ساتھ پیدا کر سکتے ہو۔ لیکن اگر یہ بجلی نکل گئی تو پھر تم کچھ بھی نہیں رہو گے۔ ہاں اگر یہ بجلی رہی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

(روزنامہ الفضل 25/جنوری 1940ء صفحہ 11-12)

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد